سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار (درجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷) (مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں)

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولوالعزم

الحکم

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے
خواص سے
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب و غیر مستطیع احباب سے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے۔

بیا در بزم مستان تا بہ بینی عالمی دیگر
بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

قادیان دارالامان سے کارخانہ انوار احمدیہ ہر ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد مبارک اسمٰعیل بی اے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد (۱۸) مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۱۴ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ ہجری نبوی صلعم نمبر (۱۷/۱۸)

پیام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں)

سنو!

وہ دور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کیلئے رہ عشرت کو چھوڑ دو

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیال حضرت عزت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

شوخی و کبر دیو لعین کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں!
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جا پڑے ہیں

بے احتیاط انکی زباں وار کرتی ہے
اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے

اک بات کرکے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں

کچھ ایسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن
اٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سو سو کئے جتن

سب عضو سست ہو گئے غفلت ہی چھا گئی
قوت تمام نوک زباں میں ہی آ گئی!

یا بد زباں دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگمان
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقاب خدائے جہان سے

شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بد نما

شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائش رب غفور ہو

پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لے لیا خشم خدائے پاک

گر ایسے تم دلیریوں میں بے حیا ہوئے
پھر اتقا کے سوچ کہ معنے ہی کیا ہوئے

موسیٰ بھی بدگمانی سے شرمندہ ہو گیا
قرآں میں خضر نے جو کیا تھا پڑھو ذرا

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

پس تم تو ایک بات کے کہنے سے مر گئے
یہ کیسی عقل تھی کہ براہ خطر گئے

بدبخت تر تمام جہاں سے وہی ہوا
جو ایک بات کہہ کے ہی دوزخ میں جا گرا

پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے
ڈرتے رہو عقوبت رب العباد سے

فقط

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و مہتمم پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

پس اب کام کرو

آج کے پرچہ میں ہم نے اپنی روش کے بدلنے کا اعلان کر دیا ہے اور یہ جو چند باتیں لکھی بھی گئی ہیں وہ صرف ہمارے گذشتہ مضامین کا ہی حصہ ہیں اب الحکم اس معرکہ عظیم میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مظفر و منصور ہو کر پھر اسی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات بجا لائیگا جسطرح کہ سالہا سال سے بجا لا رہا ہے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام خلیفہ اول کے عہد خلافت میں جماعت احمدیہ میں ایک عجیب کشمکش سی ہی رہی ہے باوجودیکہ حضرت نے اپنی زندگی میں اس فتنہ و فساد کو روکنا چاہا مگر منشاء الٰہی یہی تھا کہ یہ گندا مواد جو دیر سے جماعت کے پاک جسم کو خراب کر رہا تھا نکل جائے تاکہ ہمارے پیارے کی جماعت اپنی اصلی حالت میں یکرنگ ہو کر اپنے فرائض منصبی کو پورا کرے۔ بھلا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی رات دن کی دعائیں کبھی ضایع ہو سکتی تھیں۔ ہرگز نہیں۔ انہی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے کثیر حصہ کو گمراہی سے بچا لیا۔ اور ان بہی خواہان قوم کے پنجہ سے چھوڑا لیا جو قریب تھا کہ تمام کو لیکر ہلاکت کے گڑھے میں کود پڑتے۔

اس قسم کے زلزلہ کا ہماری قوم میں آنا کوئی تعجب کی بات نہیں بڑی بڑی اقوام میں چند سالوں کے بعد ایک ریوولیوشن کا زمانہ آیا کرتا ہے تاریخ عالم کا غور سے مطالعہ کرو تو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا میں مختلف اقوام پر بڑی بڑی عظیم الشان تبدیلیاں آئی ہیں اور ان کو ایسے خطرناک زلزلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ان کے حالات پڑھ کر بدن میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے اگر ان تمام تغیرات پر غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ ان تغیرات کا واقع ہونا ایک قوم کی ہستی کے قیام کیلئے نہایت ہی ضروری ہے وہ قوم ہی کیا ہے جسکے افراد میں کسی قسم کی روح نہیں پائی جاتی۔ اور جو اندھا دھند ایک رستہ پر چلے جاتے ہیں۔ قوم وہی ترقی کرتی ہے جسکے افراد میں غور و فکر کا مادہ موجود ہو جو سچائی کے اظہار کے وقت بے دھڑک کھڑے ہو جاویں اور کسی کے دنیوی رعب و داب اور ظاہرہ وجاہت سے مرعوب نہ ہوں ہماری قوم پر تو خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ایسے نازک موقعہ پر جبکہ خلافت ثانی کے خلاف انتہی سر توڑ کوششیں کیگئیں ہمارے دوستوں نے دوست و دشمن میں تمیز کر لی ہے اور اپنی زندگی کا ایک بین ثبوت دیا ہے آج ہم نے اپنی آنکھوں سے اپنے پیارے مسیح موعود اور صدیق ثانی کے کلمات طیبات کو پورے ہوتے دیکھ لیا ہے کہ واقعی جسکو اللہ تعالیٰ بلند کرنا چاہتا ہے اسکو کوئی زمینی طاقت نیچا نہیں کر سکتی۔ اسکے ارادوں کو کون روک سکتا ہے چھ سال کی خفیہ سازشیں تو کیا چھ ہزار سال کی منصوبہ بازیاں بھی اسکے کاموں میں ایک ذرہ بھر تبدیلی پیدا نہیں کر سکتیں پس اب جبکہ ہماری جماعت میں بہت حد تک امن قایم ہو چکا ہے اور منکرین خلافت کے اعتراضوں کا دندان شکن جواب دیا جا چکا ہے اور انکا کوئی عذر باقی نہیں رہا جسکو ہم نے صداقت کے گرز سے اڑا نہ دیا ہو تو چاہیئے اب اس نوک جھونک کے سلسلہ کو بند کر دیں اب تو مسئلہ خلافت اور کفر و اسلام کے سوال پر کافی سے زیادہ خامہ فرسائی ہو چکی ہے ہاں اگر ہمارے مخالف کوئی نئی بات بطور اعتراض پیش کریں تو چاہیئے کہ اسکا مختصر سا جواب دیدیں زیادہ کاغذ سیاہ کرنیکی ضرورت نہیں۔ کیونکہ انکی پاس سوائے گالی گلوچ کے [illegible]

مُراسلات

برادران طریقت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام جہاں اپنی زندگی میں اپنے تئیں منہاج نبوت پر پیش کرتے رہے ہیں بعد از موت زمانہ کو بھی منہاج نبوت پر پرکھنے کی رہنمائی فرمائی۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کیسا کامل یقین اور ایمان ہے کہ بعد مردن بھی مخالفین پر منہاج نبوت ہی پیش کر کے حجت قایم کی ہے یعنے اگر میں سچا نبی ہوں تو نبیوں کیطرح میرے مرنیکے بعد بھی میرے سلسلہ کی اللہ تعالیٰ خود حفاظت فرمائیگا۔

چنانچہ رسالہ الوصیت میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبیوں اور رسولوں کے متعلق سنت اللہ یوں ہے کہ ان کے لئے دو قسم کی قدرتیں ظاہر کرتا ہے۔ اول نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت دکھاتا ہے دوسرے نبی کی وفات کے بعد جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا ثبوت دیا (جیساکہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین مثیل صدیق کو کھڑا کر کے سنت اللہ کا ثبوت دیا۔ فتدبرو)

سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے (یعنی ایک تو نبی کی موت دوسرا اسکی موت کے بعد کوئی فرد کامل نہیں کہ نبی کا سلسلہ بدستور قایم رہے اور جماعت پراگندہ ہو جاوے) سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے (چونکہ میری موت کے بعد یقیناً اللہ تعالیٰ منہاج نبوت پر میرے سلسلہ کی حفاظت فرمائیگا سلسلہ کی وہ حفاظت میری صداقت پر ایک کافی اور بین دلیل ہوگی)۔ کیونکہ وہ دائمی ہے اور وہ نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعض اور وجود ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کی اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیئے کہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد ملکر کام کرو اور چاہیئے کہ تم بھی اپنے نفسوں کو پاک کر کے روح القدس کا حصہ لو کہ بغیر روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی یہ خلاصہ ہے اس حصہ الوصیت کا جس میں حضور اقدس نے اپنی وفات کو منہاج نبوت پر واقع ہونیکا ارشاد فرمایا ہے جسکا خلاصہ در خلاصہ یہ ہے کہ میرے بعد ایک مزکی النفس شخص جسکی نسبت کم از کم چالیس مومن اتفاق کریں میرے نام پر بیعت لیکر اتحاد قایم رکھے جیساکہ حضرت ابوبکر صدیق کی مثال سے ظاہر ہے ملکر کام کرنیسے مراد بھی بروئے حکم واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا کے ایک ہی خلیفہ ہونا چاہیئے کیونکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کہ اول المخاطبین اس حکم الٰہی کے تھے انہوں نے اسکی تعمیل ایک ہی خلیفہ کے ذریعہ کی نہ بطور ریوکسی انجمن اور یہی منہاج نبوت ہے کیونکہ امم سابقہ میں بھی کسی نبی کی وفات کے بعد کبھی کوئی انجمن جانشین نہیں ہوئی۔ اب کیونکر ہو سکتی ہے۔ ماسوا اسکے بیان متذکرہ بالا کے زیادہ واضح کرنیکے لئے میں برادران طریقت کو حضرت اقدس کی اور تصانیف کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ ازاں جملہ خطبہ الہامیہ ہے جو کہ غیر الہامیہ تصانیف سے ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ پھر ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۱۔ جسکا ترجمہ بلفظہٖ حضرت اقدس یہ ہے "اور میری نسبت اسکی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم اس بات کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ پس آخرین کے لفظ میں غور کرو اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا۔ اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اسکا وجود ہو گیا (اس کو کوئی فنافی الرسول کا مقام نہ خیال فرمائے کیونکہ وہ تو ایک عاشقانہ رنگ ہے۔ لیکن یہاں تو اپنے مریدین کو بھی صحابہ کا ہمرنگ بیان فرمایا ہے پھر فنافی الرسول امت محمدیہ میں کثرت سے ہیں مگر مندرجہ بالا مقام کا شخص امت میں بھی ایک شخص ہے)

پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنے آخرین منھم کے لفظ کے بھی ہیں جیساکہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ اور نہیں پہچانا۔ پھر صفحہ ۱۷۷ میں دیکھو۔ اسیطرح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کیساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہیٰ نہ تھا۔ بلکہ اسکے کمالات کے معراج کیلئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنے اس وقت پوری تجلی فرمائی۔ جیساکہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کیلئے اور اپنے نور کے غلبہ کیلئے ایک مظہر اختیار کیا جیساکہ خداوند تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس میں وہی مظہر ہوں اور نبی ایمان لا۔ اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خداوند تعالیٰ کے قول کو پڑھ ھو الذی ارسل رسولہ الخ پس یہ اظہار کا وقت اور روحانیت کے ظہور کے کمال کا وقت ہے برادران خطبہ الہامیہ کی اس مقام کیطرف آپکی توجہ منعطف کرنیکا میرا یہ منشاء ہے کہ آپ کو جو غلط فہمی حضرت صاحب کے مرتبہ نبوت میں لگی ہوئی ہے اسکی اصلاح ہو جاوے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں نے حضور ممدوح کو حضرت مسیح موعود خیال فرمایا ہوا ہے حالانکہ یہ تو از انجملہ اسماء ایک مصلحتی نام ہے۔ جیساکہ حضرت اقدس فرماتے ہیں: بجوار برادر کیونکہ قوم مسیحا داد کا ندر مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند۔ اب جبکہ یہ بات بحوالہ آیت قرآن کریم بروئے تفسیر خود حضرت اقدس پایہ ثبوت کو پہونچ گئی کہ حضرت والا نہ صرف مثیل مسیح یا مثیل محمدؐ ہیں بلکہ بروزی رنگ میں احمد ہی ہیں تو کیوں آخرین منھم والے لوگوں میں سے بزرگ صدیق اکبر و عمر فاروق وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے مانند ہوں۔ اسپر طرفہ یہ کہ بموجب سنت اللہ مندرجہ رسالہ الوصیت حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی چھ سالہ صد تقیت پر کل جماعت احمدیہ کا نور الدین کے ہاتھ پر اجماع قایم رہا۔ بنابراں حضرت اقدس کو جو کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام صرف مسیح مسیح پکارنا اور اسلئے انکے بعد سلسلہ خلافت کا انکار کرنا ایک فاش غلطی در ارتکاب عصیان ہے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرماوے۔ آمین۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا سرٹیفکیٹ عطا فرمائے

پس اب صبر سے بموجب بشارات اللہ تعالےٰ انتظار کریں کہ کیا کیا فتوحات ان خلفاء احمد صلعم کے ذریعہ اللہ تعالےٰ ظاہر فرماتا ہے۔ ہاں رسالہ الوصیت میں ایک انجمن کا بھی ذکر ہے لیکن آپ نہایت غور اور فکر کو کام میں لا کر سوچیں کہ اس حصہ الوصیت میں جس میں اپنے زمانہ بعد از موت کو منہاج نبوۃ پر مطابقت کرنیکا ذکر فرمایا ہے قطعاً قطعاً اشارۃً کنایۃً انجمن کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بہشتی مقبرہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک انجمن کی ضرورت محسوس کر کے انجمن تجویز کی گئی۔ بلکہ اسی پر رو برو عملدرآمد کرا دیا گیا۔

سب سے پہلے جہاں اس رسالہ میں انجمن کا ذکر آیا ہے تو اس کے اغراض یہ تجویز فرمائے ہیں (اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہیگا۔ اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

پھر اسی صفحہ میں دوسری جگہ اس طرح فرمایا ہے کہ یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی۔ پھر ضمیمہ رسالہ الوصیت میں اس انجمن کا نام انجمن کارپرداز مصالح قبرستان رکھا گیا ہے۔ کیا اس نام نے انجمن کی پوزیشن کو صاف کرنے میں کچھ کسر چھوڑی ہے۔ اس کے بعد یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ انجمن خدا کے خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لیئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا۔ اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

اس دفعہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جو کام حساب وغیرہ انجمن کے سپرد کیا جاتا ہے۔ کوئی بڑا الوکھا کام نہیں دنیا میں ایسے حسابات کیلئے بہت انجمنیں قائم ہیں۔ لیکن وہ کماحقہٗ بادیانت نہیں۔ یہ انجمن اپنے تئیں معمولی انجمن خیال نہ فرماوے بلکہ یہ خدا کے خلیفہ کی مقرر کردہ انجمن ہے اور اسکی بنیاد خدا تعالےٰ کی رضامندی اور دینی امورات پر مبنی ہے۔ یعنے اگرچہ دنیا میں حسابات کیلئے اکونٹنٹ کے افسر ہیں۔ اور وہاں افسر پر افسر پڑتال کنندہ ہے۔ لیکن آپ لوگ اپنے پر خدا تعالےٰ کو نگران یقین رکھیں اور دیانت سے کام کریں۔ میں جو اس وقت آپکا افسر ہوں اور میرا خلیفہ جو میرے بعد آپکا افسر ہوگا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں کہ تمہاری پڑتال کرتا پھرے۔ نیز چونکہ ان وصایا کی تکمیل کے لیئے وقتاً فوقتاً عدالتوں میں بھی جانا پڑے گا اس لیئے ہر وقت مختار نامہ کی تصدیق وغیرہ امورات ہمارا خلیفہ یا جانشین کا ہرج ہوگا۔ اس لیئے ان تمام امورات کیلئے انجمن ہی جانشین الضرور کیجاوے۔

برعکس اس کے اگر کل روحانی امور جن کے لیئے تائید روح القدس کی ضرورت بیان فرمائی گئی ہے۔ اور گذشتہ انبیاء کی خلافت کا ذکر فرمایا ہے اس انجمن کے سپرد خیال کیا جاوے تو پہلا حصہ الوصیت کا بالکل فضول اور لغو قرار دینا پڑتا ہے۔ اور انبیاء کی کلام ایسی حشو اور فضول سے بالکل پاک ہوتی ہے۔

اسی طرح کی ایک تحریر حضرت صاحب کی دستخطی پیش کیجاتی ہے جس میں درج ہے کہ میرے بعد انجمن کا اجتہاد ہر ایک امر میں قطعی ہوگا۔ یہ حکم ہمکو بسر و چشم منظور ہے۔

لیکن امر سے مراد یہاں وہ امور ہیں جنکے لیئے انجمن تجویز ہوئی۔ مقبرہ بہشتی کی آمد و خرچ کے حسابات وغیرہ بشرطیکہ وہ تحریر کسی مردہ انجمن کے متعلق نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل اور رحم سے چھ سال سے زاید عرصہ کے انجمن اور جماعت کے عملدرآمد سے یہ سب امور بالکل صاف کر دیئے ہیں۔ اور اگر انجمن نے غلطی کھائی ہے تو اس وقت یہ غلطی کھانیکے واسطے کونسی نص شرعی پیش کی جاتی ہے۔ اور انجمن کے ممبران کی کثرت رائے اور کل جماعت احمدیہ یا کثیر حصہ جماعت احمدیہ کو بے دلیل غلط کہا جاتا ہے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ؕ

(خاکسار حکیم محمد الدین شہر سیالکوٹ)

قابل توجہ خریداران الحکم

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر جو جلسہ ۱۲ - اپریل میں فرمائی

۲۷ نمبر ۱۶ و ۲۰ اخبار الحکم میں درج ہے

(حاشیہ)

وی پی آتے ہیں

جن خریداران الحکم نے سال رواں کیلئے قیمت اخبار الحکم ادا نہیں کی انکے نام اخبار وی پی کیا جاویگا وصول فرما کر مشکور فرماویں

(منیجر)

ضرورت ہے مندرجہ ذیل ملازموں کی

نمبر شمار	نام عہدہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	خدمتگار	۲	فی کس عہ	۶عہ	خواندہ محنتی ہوں ہوشیار اور احمدی ہوں۔
۲	سائیس	۲	فی کس عہ	۶عہ	پوربیا اور احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۳	باورچی	۱	عہ	عہ	ہوشیار ہو نو عمر ہو تو سکھایا بھی جا سکتا ہے ہر قسم کا کھانا پکا سکتا ہو ہندوستانی اور احمدی کو ترجیح دیجائے گی۔
۴	دھوبی	۱	۱۷ - یا ۲۰	للعہ	کف کالر گرم سرد دیسی انگریزی مردانہ زنانہ کپڑے خوب دھو سکتا ہو پوربیا کو ترجیح دیجائیگی۔
۵	درزی	۱	۱۲ یا ۱۵	۱۵ / ۲۵	حسب لیاقت و کام - احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۶	کوچبان	۱	۱۰	۱۲	اچھا ہوشیار احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۷	بیلدار	۳	فی کس عہ	۱۲	برائے باغ۔
۸	بچوں کی نگرانی کیلئے خادمہ۔ روٹی کپڑا علاوہ تنخواہ احمدی کو ترجیح دیجائیگی - خادمہ محنتی اور ہوشیار ہو بچوں کا رکھ رکھاؤ خوب جانتی ہو تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت				
۹	خادمہ بچگان کی مددگار لڑکی - روٹی کپڑا دیا جائیگا - اگر خادمہ کی لڑکی ہو تو اور بہتر عمر ۱۰ - ۱۱ - سال تک ہو				
۱۰	مشعلچی	۱	عــہ	عــہ	احمدی کو ترجیح دیجاوے گی
۱۱	خاکروب بمعہ خاکروبہ تنخواہ عہ یا عہ روپیہ عورت مرد دونوں کو کام کرنا ہوگا۔				
۱۲	سقہ	۲	فی کس عہ	عہ	—
۱۳	باغبان	۱	عہ	عہ	کام انگریزی دیسی درختوں پھولوں ترکاریوں کا خوب جانتا ہو
۱۴	سفلانی تنخواہ حسب لیاقت خط و کتابت سے فیصلہ ہوگا۔ خوب سینا پرونا جانتی ہو۔ خواندہ ہو تو بہتر ہے				
۱۵	ماما۔ کھانا عمدہ پکا سکتی ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ نوٹ تمام ملازمین خوش چلن ہونے چاہئیں پوربیا اور خاکروب خاکروبہ مخصوصاً شرابی نہ ہو۔				

درخواست بذریعہ ایڈیٹر الحکم ہو

اخبار الحکم قادیان دارالامان

مورخہ ۲۱- مئی ۱۹۱۴ء

پیامِ امن

وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (سورہ نور)

خلافت حقہ راشدہ کیلئے یہ لازمی اور ضروری امر ہے کہ وہ اعتراضات اور نکتہ چینیوں کی آماجگاہ ہو اور اس پر ایک عظیم الشان خوف طاری ہو- کیونکہ پھر اللہ تعالیٰ اس خوف کو امن سے بدل کر ایک نشان ظاہر کرتا ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ وہی اس خلافت حقہ کا قایم کرنے والا ہے اور اسی یکتا و بے ہمتا خدا کی پرستش دنیا میں ہو-

دنیا میں جب خلافت حقہ قایم ہوئی- اور جب سے دنیا ہے ہوتی رہی- اسی وقت سے خلفاء پر اعتراض ہوتے چلے آئے ہیں- اور پھر ایک قوم ایسی بھی نکلتی آئی جس نے ان خلفاء ربانی کو صدق دل سے قبول کیا اور برکات خلافت سے نفع اٹھایا۔

آدم کی خلافت داؤد کی خلافت کا قرآن کریم میں موجود ہے- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین کی تاریخ صحیح موجود ہے- آجتک بھی ایک بدنصیب قوم اس خلافت حقہ راشدہ کی دشمن چلی آتی ہے- مگر انہوں نے اس خلافت کے انکار سے کیا پایا- ان کے اخلاق کا کمال گالیوں کے رنگ میں تبدیل ہو گیا- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علٰے منہاج نبوۃ مبعوث کیا- اسکی مخالفت ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے کی اعداء اسلام کے کل فرقوں نے یک زبان ہو کر اس کے خلاف اپنے ہتھیار لگائے- یہانتک کہ مرنجان مرنج سب کی باسلام اللہ اللہ یا برہمن رام رام کے اصول کی تعلیم دینے والے صوفیوں نے بھی اس مرد خدا کی مخالفت میں حصہ لیا۔ اسے مجبور کر دیا گیا کہ وہ قیام امن اور اصلاح خلق کیلئے قلم کے نیزہ اور دعاؤں کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان میں آئے- پھر سلطان القلم نے ذوالفقار علی رض کے ذریعہ اور دعاؤں کے تیروں سے بڑھ بڑھ کر حملے کرنیوالوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا- نادانوں نے اسپر کہا کہ موت ہی کی پیشگوئی کیا کرتا ہے- مگر وہ اتنا نہ سمجھے کہ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر جماعت کا نمونہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خاطر ہاں انہی کی خاطر کسطرح پر انکے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دیا-

غرض ایک خطرناک قلمی اور دعاؤں کے جنگ کے بعد اس نے ایک سکون پیدا کیا اور امن کا جھنڈا کھڑا کر دیا- تب اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے وعدہ کے موافق اٹھا لیا- اور خلافت راشدہ کی تعلیم اور حقیقت کے اظہار کے لئے نور الدین کو کھڑا کر دیا- چونکہ خلافت کیلئے ضروری ہے کہ ایک خوف پیدا ہو- حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو بیرونی دشمنوں سے مقابلہ کی بہت کم ضرورت پڑی **اندرونی فتنوں کی اصلاح کیلئے** آپ کو سختی کرنی پڑی- اور متواتر چھ سال تک وقتاً فوقتاً ان لوگوں کو جو خلافت سے دراصل مخالفت رکھتے تھے تنبیہ کرنی پڑی- ان کی یہ زندگی ان سوالات کے مقدمات کو روکنے میں ختم ہوئی- مگر آپکی زندگی کے آخری ایام میں اس باطل نے پوری کوشش اور طاقت سے حملہ کرنے کا تہیہ کیا- چنانچہ آپکی وفات کے ساتھ ہی بڑے زور شور سے حملہ کر دیا گیا- اور خدا تعالیٰ نے نہایت بے اطمینانی اور بے سروسامانی کی حالت میں

ایک اولوالعزم کو خلیفہ بنادیا

اسکی خلافت پر اعتراضات اور جو مخالفت ہوئی وہ بالکل ایک تازہ واقعہ ہے- کوئی دقیقہ اور تجویز باقی نہیں رہی جو خرچ نہ کی گئی ہو- اس **نوجوان کو** اگر اسقدر مخالفت کا مقابلہ نہ کرنا پڑتا تو اسکی حقیقت دنیا پر پوشیدہ رہتی- اسکی اولوالعزمی اس کا حوصلہ اور برداشت ظاہر نہ ہوتی- جسقدر مخالفت تیز ہوئی **اُسنے قدم آگے بڑھایا**- میں یہ الفاظ حسن ظنی یا ارادت کی بنا پر پیش نہیں کرتا- یہ واقعات ہیں تلخ ترین دشمنوں کو بھی اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے اور ایک مادہ پرست اور دہریہ بھی اس کیلئے حیران ہے-

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی تائید اور نصرت اس کے ساتھ ہے- ایسے موقعہ پر میرے دوستو! جبکہ قوم میں امن قایم کرنا ہو آپ جانتے ہیں ایک قسم کی جنگ لازمی ہوتی ہے میں جبکہ قوم کے خیالات کو مسموم کیا جاتا تھا- قوم میں تفرقہ کی راہ نکالی جا رہی تھی ضروری تھا کہ الحکم بھی اس میدان میں اترتا- اسلئے جو کچھ اگر کچھ لکھنا پڑا یا آئندہ ضرورتاً لکھنا پڑے تو یہ اس مجبوری کی وجہ سے تھا- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مخالفین سے جو مدعیان اسلام تھے کیا کچھ پیش نہیں آیا- کیا تم سمجھتے ہو کہ ایک نبی کی شان ہو سکتی ہے کہ وہ تفرقہ پیدا کرے- اپنوں سے جنگ کرے؟ اس کا جواب صاف لفظوں میں ہوگا نہیں-

مگر واقعات تو بتاتے ہیں کہ اس نے جنگ کی اور خطرناک کی باپ کو بیٹوں سے اور ماؤں کو بیٹوں سے الگ کرا دیا- تو کیا یہ جنگ تفرقہ کیلئے تھی؟ ہرگز نہیں وہ ایک صلح چاہتا تھا- وہ امن پیدا کرنے کا خواہشمند تھا- اور دنیا میں کبھی نہیں ہو سکتا تھا جب تک امن شکن امور کی اصلاح نہ ہو ان کے خلاف جنگ نہ ہو- تم اگر اعتقادی اصلاح چاہتے ہو تو غلط اور فاسد عقاید کے خلاف تمہیں جنگ کرنی پڑے گی- اخلاقی اصلاح کے مدعی ہو تو بد اخلاقیوں کے خلاف لڑنا پڑے گا- غرض کوئی اصلاح ہو نہیں سکتی جب تک اس کے بالمقابل بدیوں کے خلاف جنگ نہ کرنا پڑے یہی وہ قانون ہے جسکو

لاء آف ڈسٹرکشن اینڈ کونسٹرکشن"

کہتے ہیں- پس اسلام دنیا میں امن قایم کرتا ہے لیکن تم جانتے ہو اس امن کیلئے دنیا کے باطل عقاید پر تبر چلانا پڑا- حضرت مسیح موعود علیہ السلام **امن کے شہزادہ** کی حیثیت سے دنیا میں آئے- لیکن مخالفین سے مقابلہ کرنا پڑا- آپکے بعد اور دنیا کے آخر تک یہی قانون اور سنت جاری ہے اس قانون کے ماتحت ہمیں بھی

منکرین خلافت سے جنگ کرنی پڑی!-

بظاہر یہ نہایت ناگوار اور ناخوش کن فرض تھا- جو ادا کرنا پڑا- مگر اس کے لئے مجبور تھے- جب ایسی جنگ ہو اور خدا کے لئے جنگ ہو وہاں بہت کچھ قربان کرنا پڑتا ہے کیا جب ہم احمدی ہوئے تھے تو بہت سی محبتوں اور رشتوں کو قربان نہیں کیا تھا؟ تم میں سے ہر ایک اس امر کی زندہ شہادت موجود ہے- پھر آج اگر خلافت راشدہ کیلئے تمہیں کچھ اور قربان کرنا پڑے اور اپنے ان بعض عزیزوں سے جو مسیح موعود میں ہو کر اخوت اور مودت کا عہد باندھ چکے تھے الگ ہونا پڑے تو احمدی قوم کے مخلص تمہارے لئے یہ نئی بات نہیں یہ بالکل سچی بات ہے کہ ہمارے دل اسکو گوارا نہیں کرتے ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے اعضاء ہم سے الگ ہوں- مگر میرے دوستو! تم ہی بتاؤ کہ اگر وہ قطع تعلق کریں وہ حبل اللہ کو چھوڑیں- اور جسم قوم کو ناسور بنکر بگاڑنا چاہیں تو آسانی کے ساتھ ہمیں ان کو کاٹ دینا ہوگا-

اس اصل کو ہمیشہ یاد رکھو کہ دنیا میں اصلاح کا کوئی کام بھی- اسکے لئے مشکلات کا آنا لازمی ہے-

اس موقعہ پر جو حملہ خلافت پر ہوا تھا- خدا کا شکر ہے کہ اس فتنہ سے قوم صحیح سلامت بچ نکلی- اگرچہ بعض افراد کے مسموم ہونے کا سخت رنج ہوا ہے مگر ہم خدا کے فضل سے امید کرتے ہیں کہ جلد یا بدیر ان میں سے بھی سعادتمندوں کو حصہ ملیگا یہ قلمی جنگ ایک فتنی اور ضروری جنگ تھی- اب جبکہ فتنہ جو اشد من القتل ہوتا ہے موقوف ہوتا جاتا ہے اسیقدر ہماری طرف سے پیام امن شتہر ہو رہا ہے حتیٰ لا تکون فتنۃ کے وقت تک- ممکن ہے کچھ نہ کچھ انسداد ہمیں کرنا پڑے- لیکن بہت بڑی حد تک معاملہ صاف ہو چکا ہے اسلئے یہ

پیامِ امن دیا جاتا ہے

اب امن کے قایم ہونے پر جو قوتیں ضرور ہیں اور کام ہوتے ہیں انکی طرف متوجہ کیا جائے گا- اس لئے اس سلسلہ میں میں اگلے نمبر میں انشاء اللہ بتاؤنگا- کہ اب **قوم کا کیا فرض ہے**؟ تم خود بھی غور کرو اور جو میں عرض کروں اس کے سننے اور اسپر غور کرنے کو آمادہ رہو

(ایڈیٹر الحکم ریلوے مسافر ۱۳- مئی از کوسی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بعثت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بعثت منہاج نبوت پر واقع ہوئی ہے اور یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اس وحی الٰہی میں جو کثرت کیساتھ آپ پر نازل ہوئی۔ آپ کو نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ براہین احمدیہ سے لیکر آپ کی آخری کتاب چشمہ معرفت تک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف نبیوں کے نام سے پکارا اور بالآخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام سے آپ کو خطاب کیا۔

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور شان بعثت پر مختلف قسم کی بحثیں جاری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیام پہونچانے میں ہم نے کہاں تک کوشش کی ہے۔ اس کے لئے ہم کو اپنے گریبان میں خود منہ ڈالکر غور کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت اور ذات ایک ایسی چیز ہے کہ اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے وہ دین جو عند اللہ الاسلام ہے کیونکہ مسیح موعود پر ایمان ایمان بالرسل میں داخل ہے۔ اور قرآن مجید نے یہ ہدایت صاف الفاظ میں فرما دی ہے :-

لا نفرق بین احد من رسلہ اور یہی وجہ ہے کہ آمنت باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ کی تلقین میں کسی خاص رسول کا نام داخل نہیں کیا گیا۔ اس امر پر مفصل بحث انشاء اللہ دوسری جگہ آجائیگی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل کے ساتھ کلام کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اس میں جہاں آپکی شان و شخصیت کا ذکر ہوگا کوئی لفظ اپنی طرف سے پیش کرنے کی جرأت نہ کرینگے بلکہ خدا کے فضل و توفیق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے کلام اپنی تحریر سے یا حضرت خلیفۃ المسیح کے کلام اور تحریروں سے یا ان بیانات سے جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اخص و اکابر صحابہ حضرت مسیح موعود نے شایع کئے پیش کرینگے۔ حضرت کی شان بعثت کے مفصل اظہار اور بیانات کی اس لئے ضرورت ہے تا ان لوگوں کو جو اس سے واقف نہیں معلوم ہو جاوے کہ آپ کیا ہیں اور کیا نہیں؟

آپ کی شان میں وہ اطرا نہ ہو جسکے آپ مستحق نہیں اور نہ نعوذ باللہ آپ کی شان کو گھٹایا جاوے۔ احمدی قوم جب تک اپنے امام کو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور و مرسل اور نبی یا ادر نبی ہو کر آیا ہے۔ اس رنگ میں پیش نہیں کرتی۔ مشکل ہے کہ وہ ان مقاصد کو حاصل کر سکے جو اس کی آمد سے وابستہ ہیں۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت کو بالکل الگ کر کے صرف یہ کہدیا جاوے کہ صرف آپکی اس تعلیم سے غرض ہے جو آپ لیکر آئے۔ تو مجھے اس کہنے میں معاف رکھا جاوے کہ تم نے رسول کی قدر نہیں کی۔ اور رسالت کی شان اور ضرورت کو تم نے محسوس ہی نہیں کیا!

دنیا میں اخلاقی تعلیم کبھی مفقود نہیں ہوئی اور ہمیشہ اور ہر زمانے میں ہر قوم میں اخلاقی صداقتیں موجود ہوتی ہیں بلکہ ہر شخص کے اندر بدیوں کیلئے ایک فطرتی کراہت اور نفرت موجود ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں کیوں بھیجا؟ اور ان کے آنیکی وجہ سے جدا نہیں اور ان کے ملنے والوں کو عباد الدنیا کے ہاتھوں کیوں تکالیف ہی ڈالا؟

یہ ایک سوال ہو گا - جسکا جواب آسان نہیں۔ بر ہمو خیال کے لوگوں کو انکار رسالت کی طرف اسی خیال نے مائل کر دیا اور انہوں نے اپنی جگہ قرار دیا کہ انبیاء علیہم السلام کی ہستی اور ان کی ماموریت پر ایمان لانا نعوذ باللہ غیر ضروری ہے۔ ہاں انکی اصلاح ملک و قوم انکی تعلیم پاک کیلئے ہم ان کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ خیال ہے جو برہمو لوگ پیش کرتے ہیں۔ انکی اس تعریف کی میرے نزدیک ذرہ برابر وقعت نہیں بلکہ یہ ایک ایسا خطرناک حملہ ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات پر کہ منکر اور مخالف لوگ بھی نہیں کرتے کیونکہ برہموؤں کے خیال میں نعوذ باللہ **خدا کے مامورین و مرسلین نے اپنے دعوی میں جھوٹ بولا**۔ اسی طرح پر آج اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی صداقت کی تعریف کرتا ہے۔ لیکن آپ کے دعوی کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔ تو وہ **دوسرے الفاظ میں نعوذ باللہ آپ کو کاذب قرار دیتا ہے** یا اگر حسن ظنی کے طور پر کہیں تو وہ اتباع رسول اور ضرورت نبوت کا انکار کر کے برہمو ازم پیدا کرنا چاہتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ لاہور کے مقام پر مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاہزادہ محمد ابراہیم خاں صاحب کی ملاقات کے وقت ایک تقریر فرمائی تھی۔ جو ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے الحکم میں طبع ہوئی۔ اس میں آپ نے اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

تزکیہ نفس بڑا مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا - اور تزکیہ نفس بجز فضل خدا میسر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا اور اس کا قانون جو جاذب فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جاوے۔ مگر دنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہتے ہیں۔ نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ اعمال بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں مگر یہ یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے اور یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط بہ اتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعوے کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پر ایمان ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا۔ جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور بیعت اختیار نہ کیجاوے۔"

قرآن مجید سے فی الحقیقت یہی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ اگر رسول پر ایمان لانا اور اسکی شخصیت کا منوانا ضروری نہ تھا تو پھر الٰہی کتابوں کے آنے اور انبیاء کو مامور اور نامزد کرنے کی بھی نعوذ باللہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور یہ کام گویا ایک عبث اور باطل تھا۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں (کہ)

اور ایمان لاتے ہیں

ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار۔ پس اے پڑھنے والو! غور کرو اور پھر غور کرو کہ خدا تعالیٰ جو آسمانی سلسلے قایم کرتا ہے اس سے اسکا مقصد انسان پرستی سکھانا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان انسانوں کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ کا درخشاں چہرہ دنیا پر ظاہر ہوتا ہے اور وہ

آئینہ خدا نما ہوتے ہیں

قرآن مجید کو پڑھو۔ اور اس پر تدبر کرو۔ تمہیں معلوم ہو گا کہ رسالت کی کسقدر عظمت قرآن مجید نے بیان کی ہے رسالت اور الوہیت کے درمیان تفرقہ کرنے والوں کے متعلق سخت وعید فرمایا :-

ان الذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللّٰہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلاً اولٰئک ھم الکٰفرون حقا واعتدنا للکٰفرین عذاباً مھینا۔

قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ کر ایک مومن کا دل گھبرا جانا چاہیئے۔ اور اس کے بدن پر لرزہ پڑ جانا مناسب ہے قبل اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کسی مامور و مرسل کی شخصیت پر ایمان لانا غیر ضروری سمجھے اگر محض توحید اور اعمال صالحہ ہی کوئی چیز تھے تو کیوں لا الٰہ الا اللّٰہ کے ساتھ محمد رسول اللّٰہ کو شامل کیا گیا۔ اسی خیال اور گمراہی کے خیال نے مسلمانوں میں ایک گروہ پیدا کر دیا جو آج کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ کے ساتھ محمد رسول کی نعوذ باللہ ضرورت ہی نہیں۔ اور اس سے ترقی کر کے ایک شخص نے جو ڈاکٹر عبد الحکیم کے نام سے موسوم ہے یہ اعلان کیا کہ نجات کیلئے صرف توحید کا اقرار کافی ہے۔ گویا اس کے مذہب اور اعتقاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی پاک جماعت کی تمام مساعی جمیلہ نعوذ باللہ فضول تھیں۔ اور آپ اور آپ کے ساتھ والوں نے جو تکالیف اٹھائیں وہ محض بے سود اور نعوذ باللہ کم عقلی کا نتیجہ تھیں۔ اس قسم کے بیہودہ خیالات اور لغو اور سراسر ہیچ مفتریات ان دماغوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جنہیں الہیات کے سمجھنے کا مادہ ہی نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو پاک تعلیم لے کر آئے اور آپ سے پہلے جسقدر نفوس نبیوں کے نام سے آئے اور اسی حیثیت سے انہوں نے دنیا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ وہ سب کے سب جہاں لا الٰہ الا اللّٰہ کی مشترکہ اور اجتماعی تعلیم لائے وہاں انہوں نے اپنی اطاعت کا بھی حکم دیا ان کا ایسا حکم اپنی شخصیت کی عظمت کیلئے نہیں تھا۔ بلکہ تکمیل توحید کی ہو نہیں سکتی۔ جب تک ان مامورین و مرسلین پر کامل ایمان نہ ہو۔ کیونکہ وہ اصل غرض تو اسی ذریعہ پوری ہو گی۔ جو گناہ سوز معرفت اور تزکیہ نفس کے رنگ میں رکھی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی مقتدر اور متصرف بالارادہ ہستی پر زندہ ایمان بلکہ عرفان پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک ان کمزور اور بظاہر آنکھوں سے گرے ہوئے انسانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ ہوں۔ وہی نشان ہوتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ خدا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔

غرض یہ ایک مسلم بات ہے اور اس بات سے کوئی سلیم الفطرت انکار نہیں کر سکتا کہ توحید کی حقیقت کو سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک لذیذ اور غیر متزلزل ایمان پیدا کرنے کیلئے ایمان بالرسالت کی ضرورت ہے وہ شخص سے کم نہیں جو سلسلہ رسالت کا انکار کرتا ہے

کیونکہ پہلا وجود جس نے خدا کے مامور و مرسل خلیفۃ اللہ آدم کا انکار کیا وہ شیطان تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ مسئلہ آیا ہے اور جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے عبد الحکیم مرتد نے یہ مذہب پیش کیا کہ نجات کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام گزشتہ نبوتوں کی جامع اور آئندہ آنیوالی نبوتوں کیلئے بطور ایک آلہ اور چشمہ کے ہے۔ اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی عدم ضرورت کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے کہ

کسی نبوت و رسالت پر ایمان ضروری نہیں

اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان محض ناقص اور ناکمل ہے۔ اور وہ سود مند نہیں۔ ایک عیسائی ایک یہودی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے سعادتمند ہو سکتا تھا۔ اور مسیحی اور موسوی نبوت کا اقرار اسلئے ایک سپر کا کام دے سکتا تھا۔ مگر اس الحق کے آنے کے بعد اس کا انکار محض ہلاکت ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فماذا بعد الحق الا الضلال

پس جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار ہلاکت کرنیوالا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایک بند چوہڑ کیطرح قرار دینا اور اس کے آثار و ثمرات سے انکار کر دینا یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کے انکار کی ایک صورت ہے۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص ایک جلیل القدر بادشاہ کے متعلق خیال کرے کہ یہ بادشاہ تو ہے۔ مگر اسکے دربار سے کسی کو کوئی فیض اور فضل نہیں ملسکتا! اور اس کی فرمانبرداری اور وفاداری و اطاعت کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ ایسا شخص درپردہ اس بادشاہ کی ہتک کرتا اور اس کے خلاف لوگوں کے اندر مخالفت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ پس اسی طرح پر جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیشک نبی ہیں تمام نبوتوں کے جامع ہیں۔ اور تمام پہلی روشنیاں اُن پر آکر پوری ہو گئی ہیں۔ لیکن آئندہ کوئی شخص ان کے نور نبوت سے فایدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور کوئی شخص اس نور کو لیکر نبی نہیں ہو سکتا وہ اس روشنی کو روشنی نہیں بلکہ تاریکی قرار دیتا ہے۔ ایسی حالت میں جو شخص اس صداقت کے اظہار کیلئے مبعوث ہو اس شخص پر ایمان نہ لانا۔ دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے یہی وجہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے۔ جیسا کہ ہمارے ناظرین اسی سلسلہ مضامین میں آپ کی تحریروں اور تقریروں کے اقتباس پڑھینگے۔

ضرورت نبوت اور ایمان بالرسالت

پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۰ سے لیکر صفحہ ۱۲۰ تک بڑی وضاحت سے بحث کی ہے۔ میں ناظرین الحکم کی خدمت میں باادب التماس کرتا ہوں کہ وہ اس حصہ کو ضرور پڑھیں افسوس تو یہ ہے کہ ہماری جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کیطرف کم توجہ کرتی ہے اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو التزاماً آپ کی تصنیف کو پڑھتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور

معرفت اور یقین کی راہیں کھلتی

ہیں۔ امام الزمان کو جو بسطت فی العلم دیجاتی ہے اس کے انوار و ثمرات سے انسان بہرہ مند ہوتا ہے۔ غرض مامورین و مرسلین کی بعثت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اور بدوں اسکے ایمان ناقص اور بے سود رہتا ہے۔

اب تمہیدی نوٹ کے بعد یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ کیا ایک نبی اور رسول کی شان سے یا محض ایک معمولی ریفارمر کی حیثیت سے جسکا ماننا نہ ماننا یکساں ہو۔

اس مقصد کیلئے مجھے اپنی طرف سے کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے یا واضح الفاظ میں یوں کہو کہ جسطرح خدا نے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ (باقی آئندہ)

دردِ دل

(واقعات لاہور پر ایک نظر!)

ہمارے بعض دوست الحکم کے ان مضامین کو پڑھ کر جو پیغام کے جواب میں لکھے گئے تھے۔ چیں بجبیں ہو رہے ہیں اور مفت میں شور مچاتے ہیں۔ اگر ان کو پیغام اور اہل پیغام کی خطرناک روش کا کچھ بھی علم ہوتا تو وہ کبھی ایسی گھبراہٹ ظاہر نہ کرتے۔ اس بے چینی کی وجہ یہی ہے کہ آجتک ہمارے دوست ان اہل الرائے اصحاب کی نسبت حسن ظنی سے کام لیتے رہے ہیں۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے دن تک کی ان تمام کارروائیوں کا علم نہیں تھا۔ جو منکرین خلافت چھ سال سے کر رہے تھے۔ وہ خیال جو ان اصحاب کی بزرگی اور تقوے کے متعلق عرصہ دراز سے ہمارے دوستوں کے دماغوں میں سمایا ہوا تھا۔ فوراً کیونکر نکل سکتا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب منکرین خلافت خلیفہ ثانی کی تقریر پر شور مچانا شروع کیا تو بہت سے شریف النفس اور سیدھے سادھے لوگ ان کے جال میں پھنس گئے۔ اور جس سے جا کر پوچھا گیا کہ تم نے خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کی یہی جواب دیا۔ کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جیسے پرانے اور معزز احمدی اتنی جلدی گمراہ ہو جاویں۔ اس کے بعد جوں جوں واقعات اپنا اصلی چہرہ دکھاتے گئے۔ توں توں باطل کے سیاہ بادل اڑتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ بہت حد تک مطلع صاف ہو گیا اور ان فریب خوردہ دوستوں کو بھی اپنے ان اہل الرائے اصحاب کی خطرناک غلطی کا پتہ لگا۔ بہت سے دوست جو اس بیجا حسن ظنی کا شکار ہو گئے۔ مگر خدا کے فضل سے بچ گئے۔ اب بھی بہت سے ایسے دوست ہیں جو ابتک اس فضول حسن ظنی سے کام لے رہے ہیں اور جب کبھی پیغام کے جواب میں کچھ لکھا جاتا ہے۔ تو فوراً شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ دیکھو یہ کیا ہو گیا ہے۔ الحکم نے غضب کیا! الفضل نے کتنی سختی کی ہے۔ مگر جب پیغام میں کوئی اہل الرائے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی سلمہ اللہ تعالیٰ کو کبھی پوپ۔ دنیا پرست۔ تفرقہ انداز۔ تقوی کی راہ سے دور قدم مارنے والا۔ پیر پرستی سکھانے والا۔ وغیرہ وغیرہ ناموں سے یاد کیا کرتا ہے۔ تو ان ہی خواہان اہل الرائے کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی کیسے اندھیر کی بات ہے۔ اگر پیغام صلح کی کسی غلط بیانی کی حقیقی واقعات کو پیش کر کے تردید کیجائے۔ تو انسانوں کو چھوڑ کر مسجد کی اینٹوں۔ پتھروں۔ میناروں۔ بوریوں۔ لوٹوں۔ چرخیوں۔ بڑ کے درخت کی شاخوں۔ پتوں۔ غرضکہ تمام بے جان چیزوں سے شہادت لینے والے بھی عاشق نما دشمن میدان میں کود پڑتے ہیں۔ مگر اگر پیغام حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ثانی۔ اہل بیت۔ اور دیگر بزرگان ملت کے متعلق کچھ گستاخی کے کلمات لکھدے یا اہل الرائے کا کوئی ممبر ان پاک روحوں پر نہایت بے رحمی سے حملہ کرے تو ہمارے تمام کے تمام کمزور بیچ صاحبان اور فریب خوردہ احباب زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ گویا ان کو یہ پتہ ہی نہیں کہ کیا ہوا ہے۔ افسوس صد افسوس ایسے انصاف پر۔ ایسی عقل پر۔ اور فہم و فراست پر۔ افسوس ہمارے ان اصحاب نے۔ جنکی ہم ایک وقت دلسے عزت کیا کرتے تھے۔ اور جنکے لئے ہم اکثر دعائیں کیا کرتے تھے اور ان کو اپنی سر آنکھوں پر جگہ دیتے تھے۔ انہی کے ہاتھوں ہمیں وہ وہ تکالیف پہنچ رہی ہیں کہ جنسے ہمارے دل و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اور اگر ہم اپنے دکھ اور تکلیف کی وجہ سے رونا چاہیں تو ہمارے دوسرے دوست نما دشمن بدخواہ رونے بھی نہیں دیتے۔ اور دھمکیاں دینا شروع کر دیتے ہیں ہم تو چاہتے ہیں کہ اب جبکہ معاملہ طے ہو چکا ہے اور منکرین خلافت نے علیحدہ منڈلی قایم کر لی ہے اور ہندوؤں کے سوانگ کی طرح نیا مدینۃ المسیح اور نیا مقبرہ بہشتی قایم کر لیا ہے ہم معاملات زیر بحث اشد ضرورت کے سوا کچھ نہ لکھیں مگر منکرین خلافت ہمیں مجبور کر ہی دیتے ہیں۔ کہ اپنے بھائیوں کے سامنے اپنے دکھ درد کو پیش کریں

دوستو! آج لاہور سے ہمیں ایک نہایت ہی افسوسناک خبر پہنچی ہے کہ منکرین خلافت نے ہمارے ایک پیارے دوست سے جس کو ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور جس پر ہم سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ منکرین خلافت نے نہایت بری طرح سلوک کیا ہے۔

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی جنکے نام نامی سے ہمارے سینکڑوں دوست اچھی طرح واقف ہیں۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام خلیفہ اول نے لاہور کی مسجد احمدیہ کا امام مقرر کر کے بھیجا تھا۔ آپ ایک ایسے جید عالم ہیں کہ ان کے سامنے اگر تمام اہل الرائے اصحاب علم و فضل میں انکا مقابلہ کریں۔ تو خدا کے فضل سے ایک منٹ کیلئے بھی ٹھہر نہیں سکتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو آپ سے بہت محبت تھی چونکہ مولوی صاحب موصوف بڑے باغیرت انسان ہیں اور کسی کی چاپلوسی

کرنا آپ کی عادت میں داخل نہیں - اور درویشانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں - اور بڑی اخلاقی جرأت کے مالک ہیں اسلئے حضرت خلیفہ اول کی حین حیات میں ہی ہمارے اہل الرائے اصحاب ان کے ساتھ فتنہ عداوت رکھتے تھے - اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے ابتدا ہی سے خادم تھے - انصار اللہ کے ممبر تھے - اور حضرت صاحب کے دعاوی کو پیش کرنے کا جوش رکھتے تھے اور چونکہ ہمارے اہل الرائے اصحاب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی اور سلسلہ کو پہلے ہی سے دقتی اور غیر ضروری سمجھتے اور غیر احمدیوں کے ساتھ ملکر کام کرنا چاہتے رہے ہیں - اس لئے یہ دیکھکر کہ ہم تو احمدی اور غیر احمدیوں میں اصولی فرق کا اعلان کرتے ہیں - اور یہ فرق عظیم کا پتہ دیتے ہیں انکو بہت تکلیف ہوتی تھی -

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وصال سے چار یا پانچ ماہ پہلے کا ذکر ہے - کہ مولوی صاحب بیمار ہوگئے اور دیر تک بیماری میں مبتلا رہے - حضرت کی وفات سے پندرہ سولہ دن پہلے آپ نے ایک ماہ تک طبی مشورہ کے ماتحت خاموش رہنے کے بعد مسجد اقصیٰ میں تقریر فرمائی - اور آپ نے آہستہ آہستہ کام کرنا شروع کردیا - اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ اب بہت حد تک تندرست ہیں - اور لاہور میں عرصہ ایک ماہ سے تشریف رکھتے ہیں - چونکہ آپ اسجگہ کے سالہا سال سے امام مسجد ہیں - اسلئے آپ کو جمعہ پڑھانے کا حق حاصل تھا - مگر ہمارے اہل الرائے اصحاب نے شور و غل مچانا شروع کردیا کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کو امام بنا بیٹھے ہیں - وہی خطبہ وغیرہ پڑھا یا کرینگے موجودہ اختلاف کی وجہ سے اگر ایسا انتظام پہلے ہی سے کر لیتے تو کوئی افسوس کی بات نہ تھی - مگر ہمیں یہ سنکر افسوس ہوا ہے کہ مولوی صاحب کی شان میں بہت سے سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں - ہمارے انہیں اہل الرائے اصحاب کی مہربانیوں کا نتیجہ تھا کہ لاہور کی گمٹی بازار کی مسجد ہاتھ سے جاتی رہی تھی - آج ہمارے دوستوں کو مسجد احمدیہ واقعہ احمدیہ بلڈنگس سے بھی جواب دیدیا ہے - ہم اپنے ان لاہوری اصحاب کو جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی کے دست مبارک پر بیعت کرلی ہے - یہی مشورہ دیتے ہیں کہ صبر و استقلال سے کام لیں - اور حتی الوسع فتنہ و شر سے بچنے کی کوشش کریں - اور یہ کارروائی جو انہوں نے کی ہے کہ اپنا جمعہ میاں چراغدین صاحب کے مکان پر ادا کرنا شروع کیا ہے - ہم اس کو بہت پسند کرتے ہیں - ہمیں امید ہے کہ اگر وہ اس وقت بجائے جھگڑا کرنیکے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرینگے - تو وہ ضرور ان کے لئے بہتر سے بہتر انتظام کر دیگا -

سخت ضرورت ہے

کمیٹی تعلیم قادیان کو پچاس ایسے احمدی استادوں کی ضرورت ہے جو کم از کم پرائمری پاس ہوں اور قرآن شریف کا ترجمہ بخوبی جانتے ہوں اور وہ احمدی اشخاص جو قرآن شریف کا ترجمہ نہیں جانتے وہ بھی قرآن شریف با ترجمہ پڑھنے کے لئے اپنی درخواستیں میرے نام بھیجدیں والسلام

(خاکسار عبد العزیز سکرٹری کمیٹی تعلیم قادیان دار الامان ضلع گورداسپور)

یونیورسٹی کے امتحانوں میں شامل ہونیوالے احمدی نوجوانوں کی خدمت میں ایک التماس

چند سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ ہم نے ایک دفعہ یونیورسٹی کے ایک امتحان سے فارغ ہوکر قادیان قیام کیا تھا اور چونکہ ان دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خلیفہ اول نے خاص طور پر درس قرآن کریم شروع کرایا تھا - اسلئے ہمنے مناسب سمجھا کہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کیلئے ترغیب دیں - اس خیال کو مدنظر رکھکر الحکم میں احمدی نوجوانوں کی خدمت میں ایک التماس کی تھی اس وقت بہت تھوڑے اصحاب - نے ہماری اس التماس کیطرف توجہ کی تھی - آج پھر بحیثیت احمدی ہونیکے محض خیر خواہی اور ہمدردی کی رو سے اپنے ان دوستوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں شاید کسی سعید روح پر ہمارے ان الفاظ کا اثر ہو جائے -

پیارے دوستو زندگی کا کچھ اعتبار نہیں دنیا میں مادہ پرستی کا اتنا زور ہے اور مشاغل اتنے بڑھ گئے ہیں کہ انسان کو دنیوی کاموں سے ہی ایک منٹ کیلئے فرصت نہیں ہوتی - مغربی تہذیب نے ہندوستان کی تمام اقوام پر اپنا اثر ڈالا ہے - اگرچہ ایک لحاظ سے مغربی تہذیب بابرکت ثابت ہوئی ہے - کہ اس نے لوگوں کو خداداد قوٰی کو استعمال کرکے دنیوی فوائد کے استعمال کرنے کا ایک طریقہ سکھایا ہے اور مسلمانوں کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرایا ہے - کیونکہ قرآن مجید ہر وقت انسان کو اسی طرف بلاتا ہے اور نصیحت کرتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں سے پورے طور پر فائدہ اٹھائے - مگر ایک بڑا زہریلا اثر جو ہمارے نوجوانوں کی حالت پر پڑا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے مذہب کو ایک معمولی کھیل سمجھ رکھا ہے - آجکل کے طالب علموں نے مذہب اسلام کو بوجہ اپنی دنیوی اغراض کے ایسی بھونڈی شکل میں پیش کیا ہے - اور اسلام کے منور چہرہ کو اپنی لغویات سے ایسا چھپا دیا ہے کہ غیر مسلم اقوام تو کیا اپنے ہی مذہب کے نام سے سینکڑوں کوس بھاگتے ہیں - مذہب کو ایک تفرقہ انداز چیز خیال کرتے ہیں - اور جسطرح یوروپین اقوام نے مذہبی معاملات علیحدہ پادریوں کے سپرد کر چھوڑے ہیں - اسی طرح ہمارے آجکل کے نام نہاد مسلمانوں نے مذہب اسلام کو ملانوں کے حوالہ کر چھوڑا ہے کہ وہ جانیں اور انکا کام - خود نہ کبھی کسی بزرگ کے پاس بیٹھے نہ ایسی باتوں میں دلچسپی لی - کالجوں میں جاؤ خود مسلمان طلباء کی عادت کا اندازہ لگاؤ تو سوائے تعجب کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا - اللہ اللہ وہ مسلمان جن کو ہر وقت اللہ تعالےٰ ہی کی طرف متوجہ ہونیکی تعلیم دیگئی تھی اور جن کو ان کے پیارے نبی نے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے تندرستی - بیماری میں عسر میں یسر میں اللہ تعالےٰ ہی کی ذات کو حاضر و ناظر یقین کرنے کی تعلیم دی تھی - ہاں وہی مسلمان جنہوں نے انہی اصولوں پر کاربند ہوکر کمر ہمت باندھکر جب کام کرنا شروع کیا تو بجلی کیطرح دنیا کے تمام حصوں میں جا نکلے تھے - جنکا نام بھی بادشاہوں اور شہنشاہوں کے قصرات میں ایک خطرناک زلزلہ پیدا کر دیتا تھا - اور ان کے جسموں سے قوت و مردانگی کی روح نکال کر ان کو مجسم بزدلی بنا دیتا تھا - وہ مسلمان جو سلطنتوں کی موجودگی میں بھی نہایت منکسر مزاج اور خدا ترس تھے اور نرم و گرم میں بھی تعلیم اسلام کو ہاتھ سے نہیں دیتے تھے - آج انہی مسلمانوں کی اولاد ہاں انہی خدا کے پیاروں کی اولاد مغربی تہذیب کا شکار ہوکر ایسے رنگ میں رنگین ہوگئی ہے کہ اسلام کے نام پر ہنستی ہے - اور مذہبی لوگوں پر مضحکہ اڑاتی ہے - کالجوں کے طلباء کے مطالعہ کے کمرے کی الماریوں کا ملاحظہ کرو - بڑے بڑے انگریز ناولسٹوں کی تصانیف پاؤگے - جو انسان کے خیالات پر اگر وہ کسی مذہبی بنیاد پر مضبوط نہ ہو بہت برا اثر ڈالتی ہیں - شیکسپیر کے ڈراموں کی اعلےٰ سے اعلےٰ ایڈیشن موجود ہوں گے - ہاں اگر کوئی کتاب نہیں ہوگی تو قرآن مجید نہیں ہوگا - دن بھر پڑھائی کرتے ہیں موسم سرما میں - رات کے وقت ایک ایک بجے تک بیٹھکر لمپوں کا تیل ختم کرتے اور اپنی صحت خراب کرتے ہیں - اگر کوئی وقت فرصت کا نکل آئے - تو چند دوستوں کے پاس بیٹھکر لاف وگزاف میں گذار دیتے ہیں - مگر بھولے سے بھی کبھی ان کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ ہم دنیا میں کیوں آئے - ہمیں کس نے پیدا کیا - ہمیں کیا کرنا ہے اور کدھر جانا ہے اور ہماری زندگی کا کیا مقصد ہے - غرضیکہ زمانہ حال کے طلباء کا آپ لوگ اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں - یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جن میں سے کہ آئندہ زمانے کے پالیٹیشن اور لیڈران قوم پیدا ہوں گے اب دوسری طرف دوسرے بیشہ وروں کی حالت پر نظر ڈالو تو وہ اور بھی برے رنگ میں نظر آئینگے ہمارے دوستو! تم خود ہی غور فرماؤ کہ دنیا کی کیا حالت ہے اور کسقدر مخلوق ہلاکت اور تباہی کے گڑھے کیطرف جارہی ہے - اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ایسی نازک حالت میں محض اپنی رحمت سے ہماری حالت پر رحم کرکے ایک پیارے کو ہماری رہنمائی کیلئے بھیجا - جسکا مدت سے انتظار ہو رہا تھا - پھر خدا کا شکر ہے کہ اس کے فضل سے ہمنے اس کو پہچان بھی لیا - اور اسکے خدام میں بھی شامل ہونیکی توفیق پائی - پس جبکہ اللہ تعالےٰ نے ہمپر اس قدر عظیم الشان احسان کیا ہے تو کیا ہمارا یہ کام ہونا چاہیئے کہ اس نعمت عظمیٰ کو بغل میں دبا کر رکھیں اور لوگوں کو اس سے مستفید ہونیکا موقعہ نہ دیں - زمین کی چیونٹیوں کو دیکھو کہ ایک دانہ ملنے پر کسطرح دوسری چیونٹیوں کو اکٹھا کر لیتی ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں - آسمان کے پرندوں کو دیکھو کہ ایک کھانے کی چیز پانے پر کسطرح ایک دوسرے کو بلا لیتے ہیں تو کیا انسان ہی ایسا سنگدل ہوگیا ہے کہ اسکے دل میں کسی ہمجنس کیلئے تڑپ پیدا نہ ہو - انسان میں یہ مادہ موجود ہے اور ضرور موجود ہے ہاں جو اس کو استعمال نہیں کرتا وہ پھر سنگدل ہو جاتا ہے - جسطرح ایک عضو کو استعمال نہ کرنے سے وہ عضو بیکار ہو جاتا ہے - اسیطرح قوائے عقلیہ کو استعمال نہ کرنیسے وہ بھی بیکار ہو جاتے ہیں - مگر وہ انسان جسکو کبھی کبھی اپنی ہستی پر غور کرنے کا موقعہ ملتا ہے جو انسانیت کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا ہے - وہ اس بات کو خوب سمجھ لیتا ہے اور اس کے دل میں بنی نوع انسان کیلئے ضرور درد پیدا ہوتا ہے جو اس کو مجبور کرتا ہے - کہ وہ مخلوق خدا کی خدمت کرنے کو اپنی سعادت سمجھے - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہسٹری پر ایک نظر ڈالو کہ انکی ترقی کا کیا راز تھا - بس یہی کہ وہ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علےٰ خلق اللہ میں اپنا کوئی نظیر نہیں رکھتے تھے - بنی نوع انسان کی

ہلاکت سے بچانیکے لئے ایک تڑپ ہی تھی۔ جس نے ان کو گھر سے بےگھر وطن سے بیوطن مال سے بے مال کر دیا تھا آرام کی زندگی کون نہیں چاہتا۔ مگر بتاؤ تو سہی کہ ان عرب کے رہنے والوں کو کونسی بات کھینچکر دنیا کے چاروں کونوں میں لے گئی تھی۔ پس جب تک تمہارے اندر وہی جوش وہی تڑپ وہی روح پیدا نہ ہوگی تم کو اس قدر عظیم الشان کامیابی کا چہرہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کی حالت گری ہوئی ہے وہ ضرور اس کو محسوس کرتے رہیں۔ اور غیر قوموں کو دیکھکر اپنی ترقی کے لئے وہ مادیت کے اصولوں کو اختیار کر رہے ہیں۔ گویا کہ ابتک ان کو پتہ ہی نہیں لگا کہ ان کے تحت الثریٰ تک پہونچ جانے اور اس قدر ذلیل و رسوا ہونیکا کیا سبب ہے۔ اور وہ کسطرح دوبارہ اُٹھ سکتے ہیں۔ پس تم ان کو ترقی کا راستہ دکھانے کیلئے آگے بڑھو۔ اور ان کا ہاتھ پکڑو۔ اور جسطرح حضرت مسیح موعود نے تمہارے بچانیکے لئے اتنی موتیں اپنے اوپر وارد کیں تم بھی اسی طرح بیدار ہو جاؤ اور لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کے لئے موت قبول کرو۔ مگر جب تم خود ہی نکمے ہوگے تو لوگوں کی کیا مدد کروگے۔ پس اس عظیم الشان خدمت اور فرض کو ادا کرنے کے لئے پہلے اپنی اصلاح کرو۔ اور اس کام کیلئے تیاری کرو اس اصلاح اور تیاری کیلئے سوائے اس کے اور کوئی بہتر انتظام نہیں ہو سکتا۔ کہ تم سیدھے قادیان آجاؤ اور قرآن کریم کے درس میں شامل ہو جاؤ۔ ایسے دن بہت ہی کم آتے ہیں۔ پس وقت کو غنیمت جانو۔ اور تین چار ماہ تک جب تک کالج دوبارہ نہ کھلیں تم یہاں رہ کر فایدہ اٹھاؤ۔

آجکل حافظ روشن علی صاحب نے بھی ابتدا سے قرآن شریف پڑھانا شروع کیا ہے۔ اس میں آکر شامل ہو جاؤ۔

اگر تمام ایسے احمدی طلباء جنھوں نے اس دفعہ امتحان دیا ہوا ہے قادیان آجاویں تو تھوڑے سے عرصہ میں وہ بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

ہمارے عزیز دوست شیخ محمد عیسےٰ صاحب اسی غرض کیلئے تشریف لے آئے ہیں۔ اور بہت سے امیدواران امتحان انٹرینس بھی باقاعدہ سبقوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ پس دوسرے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ ان کے نیک نمونہ کی تقلید کریں۔ خدا سب کو یہاں آنے کی توفیق دے

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ریویو

جہان اسلام ہمارے ایک دوست ابو سعید العربی دہندی نے قسطنطنیہ سے ایک ماہوار رسالہ جہان اسلام۔ عربی ترکی اردو۔ تینوں زبانوں میں شایع کرنا شروع کیا ہے۔ تاکہ دنیا کے تمام مسلمانوں میں باہمی تعارف پیدا ہو۔ آپنے رسالہ کو نہایت مفید اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔

پیام صادق ہمارے ایک معزز دوست سید صادق حسین صاحب مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ نے ایک اور رسالہ پیام صادق تصنیف کیا ہے۔ سید صاحب اپنی تحریر میں خاص طور پر مشہور ہیں اور قلمی جہاد کرنے کا خاص ملکہ رکھتے ہیں۔

تمام رسالہ نظم میں لکھا گیا ہے۔ اس میں آپنے وفات مسیح ختم نبوت۔ سلسلۂ الہام۔ دعاوی مسیح موعود کے مسایل پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔ اور ان کے متعلق نقلی دلایل حدیث و قرآن کریم بصورت نثر حاشیہ پر نقل کی ہیں۔ احمدی اور غیر احمدی اصحاب کیلئے نہایت ہی مفید ہے ۳؍ قیمت پر مصنف سے مل سکتا ہے۔

امرت دہارا بلڈنگس میں ایک شاندار جلسہ

۹ مئی کی شام کو ساڑھے ۶ بجے ریلوے روڈ پر امرت دہارا بلڈنگس میں نو تعمیر کردہ عمارت کی افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں لاہور کے بہت سے ہندو مسلمان معزز اصحاب کو مدعو کیا گیا تھا۔ مسٹر کینو سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صدر جلسہ تھے۔ چند تقریروں کے بعد کچھ ریفریشمنٹ بھی دیا گیا اور کارروائی ختم ہوئی۔

بیروت میں ہمارے بھائی ولی اللہ شاہ صاحب کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت بڑی کامیابی ہو رہی ہے الحمد للہ علے ذلک شاہ صاحب تقویٰ و طہارت میں نوجوانوں کیلئے اعلیٰ درجہ کے نمونہ ہیں وہاں کے گورنر نے ان کو ایک بڑی دعوت میں بلایا پچھلے ہفتہ انہوں نے ایک کانفرنس میں ایک لیکچر دیا۔ جو بڑی کامیابی سے ختم ہوا۔ سب سے پہلا لیکچر آپ کا تھا۔

شاہ صاحب نے ایک بے نظیر قربانی کی ہے۔ گھر بار چھوڑ کر دنیا کے فواید پر لات مار کر والدین اور دیگر خویش و اقارب کو چھوڑ کر عین عالم شباب میں اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مجاہد بنکر دور دراز ممالک میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اگر ہم انکی اور طرح سے مدد نہیں کر سکتے تو چاہیئے کہ کم از کم ان کے لئے دعائے خیر تو کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ہر جگہ کامیاب و بامراد کرے۔

ہمارے دوسرے **بہادر سپاہی** مجاہد فی سبیل اللہ شیخ عبد الرحمٰن نومسلم مولوی فاضل ہیں۔ جو مصر میں علاوہ عربی لٹریچر کے مطالعہ کے تبلیغ کا کام بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے عربی میں کئی کئی صفحوں کے ٹریکٹ شایع کرنے شروع کئے ہیں۔ چونکہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پیش کئے ہیں۔ اسلئے انکی مخالفت شروع ہوگئی ہے۔

تمام دوست آپکی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ مخالفت کا چھڑنا بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے

دار الامان کا ہفتہ

اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت دس بارہ روز سے کچھ ناساز ہے گلے میں خراش سی ہے تمام دوست حضرت کیلئے دعا فرماویں۔

حضرت امیر المومنین نے اپنے بچہ کا نام مبارک احمد رکھا ہے۔ خدا اس مبارک کو مبارک بنادے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب امتحان بی۔ اے سے فارغ ہوکر قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ اور اسکول میں ہیڈ ماسٹر صاحب کو اپنی ڈیوٹی کے ادا کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔

۱۱ مئی کو شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم ایک نہایت ضروری کام کیلئے بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔ خدا آپ کو بخیریت واپس لائے۔

۱۴ مئی کو ماسٹر عبد الرحیم صاحب و ایڈیٹر صاحب نور بحکم حضرت امیر المومنین جہلم تشریف لیگئے ہیں۔ خدا آپ کی مدد کرے۔

نور کی یہ خبر کہ ایڈیٹر صاحب الحکم ولایت تشریف لیگئے ہیں۔ غلط ہے۔ ابھی تک ہمیں کوئی اطلاع اسکے متعلق نہیں پہونچی۔

ہمارے عزیز دوست شیخ محمد عیسےٰ صاحب الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان بی۔ اے کے کام سے فارغ ہوکر علم دینیات کی تحصیل کیلئے قادیان تشریف لائے ہیں۔ امید ہے دوسرے دوست بھی ان کی اس نیک مثال کی تقلید کرینگے۔

ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نومسلم جو دو سال کی رخصت پر شہر جموں کالج میں بی اے کے امتحان کی تیاری کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ امتحان سے فارغ ہوکر قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ چند دن کے بعد اسکول میں کام کرنا شروع کریں گے

ہائی سکول اور مدرسہ دینیات دونوں باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔

مسٹر مبارک علی صاحب بی۔ اے بی ٹی۔ میرزا بشیر احمد صاحب۔ اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نومسلم کی تشریف لانے سے سکول سٹاف بہت مضبوط ہو گیا ہے۔

کیا ہی منطق ہے؟

(ایڈیٹر الحکم کے مضمون کا جواب)

الحکم کے ۱۴- مئی کے پرچہ میں ہمنے پیغام کے مضمون کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ مگر بوجہ قلت گنجایش وہ مضمون ناتمام ہی رہ گیا تھا۔ اس لئے حسب وعدہ باقی یہاں درج کیا جاتا ہے (۱)۔

"یہ سچ بات ہے کہ جب کوئی انسان گالی گلوچ پر اتر آئے۔ اور معقول باتوں کا کوئی بھی جواب نہ دے سکے تو مقابل کے شخص کو چاہیئے کہ خاموش ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ کچھ بھی معقولیت کے رنگ میں پیش کریگا۔ تو دوسرے کی دیوانگی اور بھی بڑہ جائیگی۔ اور سوا اسکے خسارہ کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئیگا۔ مگر بعض اپنے بھائیوں کو غلط فہمی سے بچانے کیلئے ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ ہمارے دوست خدا کے لئے الحکم کے ۷- مئی کے پرچہ کو اور پیغام کے ۱۰- مئی کے پرچہ کو مقابل رکھکر مطالعہ فرماویں۔ اور خود ہی انصاف فرمائیں کہ ہمارے مہربان دوستوں نے الحکم کی باتوں کے جواب میں کہاں تک معقولیت سے کام لیا ہے۔ کسی کی تکلیف پر ہنسی کرنا اور خوش ہونا کسی مومن کا کام نہیں۔ جو شخص دنیا میں کام کرتا ہے اس کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایک شخص جو صبح سے لیکر شام تک کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ اگر وہ غلطی نہیں کرتا۔ تو کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔ لیکن اگر کوئی کام کرنے والا ہر قسم کی غلطیوں سے محفوظ رہے تو البتہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ مگر انسانی تجربہ اور مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ جو شخص کام کرتا ہے اس سے غلطیوں کا سرزد ہونا لازمی ہے۔ ان غلطیوں کے سرزد ہونیسے اس کو تنگ گذار گھاٹیوں سے گزرنا پڑتا ہے اور ان مصایب سے گذرتے وقت اگر وہ حوصلہ و ہمت کا جواب دیدے تو اسکے ملیا میٹ ہونے میں کچھ شک نہیں۔ لیکن اگر وہ مردانگی سے ان تکالیف کا مقابلہ کرتا ہے۔ تو اسکی طاقت۔ اس کا استقلال۔ اس کا حوصلہ پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ بڑی سے بڑی مصیبت بھی اس کے سامنے ہیچ ہوتی ہے۔ ایڈیٹر الحکم کو گذشتہ سالوں میں جو مالی مشکلات پیش آئیں۔ وہ مشین پریس کے خریدنے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ جسکی آمد خرچ کے مقابل بہت ہی کم تھی۔ اس کام میں اگر اس نے تکلیف اٹھائی اور بڑے قرضہ کے نیچے دب گیا۔ تو کیا یہ کسی منفر ابن النفس انسان کیلئے یہ دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ سب کچھ میری مخالفت کا نتیجہ ہے ہمارے خیال میں تو کسی سمجھدار انسان کا کام نہیں پھر مشین پریس خریدنے کی وجہ سے ایڈیٹر الحکم زیر بار ہو گیا۔ اور قوم کی خدمت میں مالی امداد کی درخواست پیش کی۔ تو کیا اس نے گناہ کیا؟ ایک غلام جو اپنے آقا کی عرصہ دراز سے خدمت کرتا رہا ہو اور اسی کی خدمت کرتے اسکے بال بھی سفید ہو گئے ہوں۔ اور اگر کسی وقت کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے اور اپنے آقا سے مدد کیلئے درخواست کرے۔ تو کون ہے جو اس غلام کی اس درخواست کو ناجائز قرار دیگا کیا اس کا حق نہیں کہ اس مصیبت سے نجات پانے کیلئے اپنے آقا کے آگے دست دراز کرے پس اگر ایڈیٹر الحکم نے۔ ایک یا دو مرتبہ مالی امداد کے لئے درخواست کی۔ تو کونسا ظلم کیا۔ معلوم نہیں کہ ہمارے اہل الرائے احباب کو اس میں کونسی قباحت نظر آئی ہے۔ پھر ہمارے دوست یہ بھی فرماتے ہیں کہ بالآخر جب حضرت مسیح پر اسکی بڑہتی ہوئی جوع البقر کا راز کھلا۔ اور وہ قریباً سنہ ۱۹۰۶ء کے بعد کا زمانہ ہے تو یہ شخص حضور کی نگاہ سے ایسا گرا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی اسکی ترقی و استحکام کیلئے دعا کرنے کی توفیق بارگاہ آلہی سے نہ ملی۔ جسکا ذکر خود حضور والا نے کئی بار عوام کے رو برو کیا۔"

ان فقروں میں ہمارے اہل الرائے احباب نے اپنی طرف سے بہت ہی پردہ پوشی سے کام لیا ہے فقرہ "جسکا ذکر خود حضرت والا نے کئی بار عوام کے روبرو کیا" سے اگر کوئی بیوقوف دب جائے تو دب جائے۔ مگر عقلمند اصحاب اس فقرے کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں۔ جبدن ہمارے دوست ان کلمات کو شایع کریں گے۔ اس دن ہم بھی جواب دینگے مگر سر دست اتنا عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض وقت ایک بچہ سے غلطی کرتا ہے۔ تو باپ اس کو بلا کر خوب ڈانٹتا ہے کہ تم بڑے شریر ہو تم بڑے نالایق ہو خبردار ایسی غلطی پھر نہ کرنا۔ تو کیا کوئی عقلمند انسان ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ بس اس لڑکے پر ہمیشہ کیلئے فتویٰ چل گیا۔ اب یہ شریر ہی رہیگا۔ نیک ہو سکتا ہی نہیں۔ چند سال کے بعد جب بچہ سمجھدار ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے اچھے اچھے کام کرتا ہے تو کیا کوئی ذی عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ نہیں صاحب یہ تو برا شریر ہے جانتے نہیں کہ فلاں موقع پر اس کے باپ نے اسکے متعلق شریر کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اگر اسی اصول پر ہمارے اہل الرائے اصحاب ایڈیٹر الحکم پر کوئی الزام لگانا چاہتے ہیں۔ تو ہم بھی تو وہ وقت بھول نہیں سکتے۔ جبکہ پیغام صلح کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو اتنا ڈانٹا تھا کہ آپ رونے لگ گئے ہمارے سر لاہور ہو چکے تھے۔ پھر کہیں وہ وقت نہیں بھولا۔ جبکہ آپ لوگ دروازے بند کر لیا کرتے تھے کہ کہیں کوئی اور شخص حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خفگی کے الفاظ نہ سن لے۔ ہمیں بہت ایسے سین یاد ہیں۔ اور ایسے سین جنپر سینکڑوں لوگ گواہ ہیں۔ وہ ابھی بھولے نہیں اور نہ بھول سکتے ہیں وہ ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں۔ مگر ہم ایسی بیہودگی اور کمی باتیں پیش ہی کیوں کریں۔ جبکہ ہمارے پاس دلایل بینہ اور براہین قاطعہ کا ایک مستقل نہ ختم ہونیوالا ذخیرہ ہے۔

پھر دوسرے فقرے میں جو ظاہر فرمایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو الحکم کے استحکام کیلئے کے لئے دعا کرنیکی توفیق نہ ہوئی یہ ہمنے پچھلے نمبر میں واضح طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت کا خود اپنی جیب سے ایک ہزار روپے کے دینے کا وعدہ کرنا اور الحکم کیلئے محبت بھرے الفاظ میں سالانہ جلسہ پر چھ ہزار کی تحریک کرنا ایسی باتیں ہیں۔ جن سے ایک موٹی عقل کا انسان بھی آسانی سے سمجھ لیتا ہے کہ حضرت الحکم کے اجرا اور استحکام کیلئے کتنے فکرمند تھے تو اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالے کو بلا کر تاکید کی کہ الحکم کو جاری کرو۔ پیغام صلح اور اسکے سب اہل الرائے اصحاب خوب کان کھولکر سنیں کہ یہ آپکی دعا ہی تھی کہ جسکی قبولیت پر الحکم کا تمام انتظام حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ میں آگیا۔ آپ نے ایک کمیٹی قایم کی ہے جسکے ہاتھ میں اسکا مالی انتظام دیا ہے۔ اور اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ الحکم اب خدا کے فضل سے باقاعدہ اپنے خریداروں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالے حاضر ہوتا رہے گا۔ باقی رہا ایڈیٹر الحکم کی تحریروں کا جواب وہ بھی دیکھ لینگے۔ آجتک تو پیغام نے اس کے مقابل کچھ لکھنے کی جراءت نہیں کی۔

البتہ ایک بھاری نقص جو ایڈیٹر الحکم میں ہے اس کو ہم بھی مانتے ہیں۔ وہ یہ کہ اسے لیڈر بننے کا کبھی خیال ہی نہ آیا۔ اور نہ وہ اس جنون میں ایسے لوگوں سے دوستی رکھتا ہے جو اسکے آقا حضرت مسیح موعود کے متعلق حد درجہ کی بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے رہے ہوں اور جنہوں نے کبھی بھی اپنے ایسے بدافعال کے ارتکاب کے بعد توبہ نہیں کی۔ اور نہ کبھی اس نے ایسے اشخاص کا ریلوے اسٹیشن پر جاکر استقبال کیا۔ پھر سب سے بڑھکر اس کا جرم یہ ہے کہ وہ سچی بات بے دھڑک ہو کر کہدیتا ہے۔ اور کسی کے رعب یا کسی کی وجاہت سے مرعوب نہیں ہوتا۔ سو یہ ایسا نقص ہے اور ایسا خطرناک عیب ہے کہ ایڈیٹر الحکم کی دوسری عادت ہو چکا ہے۔ جسکو چھوڑنا محال ہو گیا ہے۔ پس اس کو اس معاملہ میں معذور ہی خیال کرنا چاہیئے۔

ایڈیٹر الحکم کی خدمات کا سوال

ہم نے ۱۴- مئی کے پرچہ میں پیغام کی غلط بیانیوں کا رد لکھتے ہوئے یہ بیان کیا تھا۔ کہ ایڈیٹر الحکم کو ضرورت نہیں کہ اپنی خدمات پر قلم اٹھائے۔ بلکہ احمدی قوم خود اسکا جواب دیگی کہ ایڈیٹر الحکم نے سلسلہ کی کیا کیا خدمات کی ہیں۔ ہمارے ان فقرات کو پڑھ کر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بعض غیور احمدی دوست اس مسئلہ پر کافی روشنی نہ ڈالیں۔ بلکہ ہمیں یقین ہے کہ وہ اخبار الحکم اور اسکے ایڈیٹر کی خدمات کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں اور وہ ضرور کچھ اسپر لکھینگے۔ مگر سر دست ہم اپنے ایک معزز دوست کا خط ذیل میں نقل کرتے ہیں جس سے ایڈیٹر الحکم کی خدمات کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہو جائیگا کہ ہمارے دوست اسکے ساتھ کیا سلوک کرتے رہے ہیں (ایڈیٹر)

مکرم شیخ صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جن لوگوں کو الحکم کی گذشتہ فائیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ آپ کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے اور یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ آپ اسقدر ابتلاؤں کے بعد بھی خدمت سلسلہ کیلئے اس مستعدی سے تیار ہیں جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے۔ آپ کی ان بیش بہا قیمتی خدمات کا وہی اندازہ کرسکتا ہے جسکو کبھی الحکم پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ مضامین و معارف جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ہوا میں اُڑ جاتے۔ الحکم کے ذریعہ ابتک محفوظ ہیں۔ اور ان میں روحانی غذا کے لئے کافی سے زیادہ سامان موجود ہے۔ اور غالباً آپ کی ان دینی خدمات کی ہی برکت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ہر ابتلاء میں ثابت قدم رکھا۔ اور تکبر اور غرور کا جن سوار نہ ہُوا۔ ورنہ جنہوں نے آپ کے مقابلہ میں کچھ بھی خدمت سلسلہ نہیں کی وہ اپنی خدمت کے راگ الاپتے رہتے ہیں۔ اور نتیجہ وہی ہُوا جو ان کا ہونا تھا۔ یعنی خلافت ہی کا انکار کردیا۔ اگر آپ شروع سے (خدا نخواستہ) منکران خلافت کی پارٹی میں ہوتے تو آپ کی خدمات کا وہ راگ گایا جاتا کہ مولوی محمد علی صاحب بھی شرما جاتے لیکن خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے آپ نے اُنکا ساتھ نہ دیا بلکہ ان کے مقابلہ پر حق کے اظہار میں ہمیشہ جرأت سے کام لیا۔ اسلئے آپکی خدمات کا اعتراف تو ایک طرف رہا۔ اس قدر بدظنیاں پھیلائی گئیں کہ الاماں۔

میں جب ۱۹۱۰ء میں لاہور آیا۔ تو جب سے متواتر آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی نوشتہ سنتا رہا۔ اور یہ صرف ان لوگوں سے جو احمدیہ بلڈنگ لاہور کے اندر رہتے تھے۔ اس وقت تو یہ خیال تھا کہ قوم کے یہ برگزیدہ ممبر جو کچھ آپ کی نسبت کہتے تھے۔ سچ ہی ہوگا۔ لیکن اب پتہ لگا کہ آپ کو بدنام کرنے۔ فتنہ پرداز کہنے منصوبہ باز کا آدمی قرار دینے۔ جماعت میں فساد ڈلوانے کا مطلب صرف اسی قدر تھا۔ کہ آپ کی طرف سے احمدی احباب کو ایسا بدظن

کردیا جاوے کہ جب کبھی آپ اُنکی سوسائٹی کا پول کھولیں تو آپکی تردید کا قوم پر کوئی اثر نہ ہو

اور اس طرح ان کو موقعہ ملجاوے کہ جو یہ چاہیں کرسکیں۔ آپ کو بدنام بھی کیا گیا۔ جس سے آپ کے اخبار کو بہت کچھ نقصان پہونچا۔

آپ کو لالچ بھی دیا گیا۔ پریس خریدنے کی صورت میں۔ بحیثیت ایڈیٹر نوکر رکھنے کے رنگ میں۔

مگر الحمد للہ آپ اُن کے پنجہ میں نہ پھنسے۔ یہ قوم پر اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ

اس ابتلاء کے وقت الحکم نئی شان و شوکت کے ساتھ منکران خلافت کی قلعی کھولنے کیلئے باقاعدہ جاری ہونے لگا ہے مگر مجھے

اتنا افسوس ہے کہ آپ نے اب تک کوئی خاص آرٹیکل نہیں لکھا جس سے منکران خلافت کی ساری حقیقت کھلجاوے۔ آپکے پاس اتنا سامان ہے کہ اگر آپ ان کو جھگ میں لادیں تو ان منکران کی ساری شیخیاں کرکری ہو جاویں۔ سب سے بڑا فخر تو ان کو اپنی خدمات ایثار وغیرہ پر ہے۔ خدمات کا مقابلہ دوسرے مہاجرین و انصار سے کیا جاوے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔

ایثار بھی جو کیا وہ بھی ظاہر ہے ہندوستان کے کسی مذہبی سکول میں ہیڈ ماسٹر کی تنخواہ پونے دو سو نہیں اور نہ ہی کسی ماہوار رسالہ کے ایڈیٹر کو سوا دو سو تنخواہ ملتی ہے اور جبکہ رسالہ بھی محض

مذہبی ہو۔ جب مولوی محمد علی صاحب کو بوجہ ایڈیٹر ہونے کے اس قدر قابل عزت قرار دیا جارہا ہے تو کیا وجہ کہ اسی عزت کے مستحق ایڈیٹران الحکم۔ بدر۔ نور۔ و تشحیذ الاذہان نہیں۔ جبکہ ایڈیٹر نور کی حیثیت اور اس کے کام کو دیکھا جاوے تو حیرت ہوتی ہے کہ وہ اس بے سرو سامانی کی حالت میں بھی قرآن شریف کا اردو ترجمہ کرنیکی کوشش میں ہے۔ لیکن انجمن نے اس کو اس کام کے انجام میں وعدہ تک نہیں دیا۔ اور نہ ہی کسی قسم کی مدد کی بلکہ مجھے جہانتک علم ہے کبھی انجمن کیطرف سے اس کی علو ہمتی کا اعتراف بھی نہیں ہُوا۔ آپ کا تو ذکر ہی کیا۔ آپ تو انکے دشمن ہی ٹھہرے حضرت مفتی صاحب نے جو خدمات کیں انکا بھی انجمن سے کوئی اعتراف نہیں ہُوا۔ انہوں نے تفسیری نوٹ لکھکر حقائق و معارف کا خزانہ جمع کردیا ہے۔ آپنے قرآن شریف کا ترجمہ لکھا اور چھپوایا۔ مگر وہ کسی گنتی شمار ہی میں نہیں آیا۔ اسی طرح حضرت **نواب محمد علی خاں صاحب حضرت سید سرور شاہ صاحب وغیرہ وغیرہ کن کن کا نام لیا جاوے اُنکی کسی** خدمت کا کبھی کوئی ذکر سننے میں نہیں آیا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب و مولوی صدر الدین صاحب کی خدمات ایثار و قربانیوں کا ذکر سنتے سنتے کان پک گئے۔

اس لکھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں کی قربانیوں کا دوسروں سے مقابلہ کرکے دکھاویں پہلے اس کی ضرورت نہ تھی لیکن اب جبکہ یہ اپنی قربانیوں کو بار بار پیش کرکے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔ اور ایسے لوگ خائف ہو جاتے ہیں کہ جب انکی کوئی قدر نہ ہوئی تو اور کسی کی کیا ہوگی۔ سو اس غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے یہ نہایت ضروری ہے اور اشد ضروری ہے۔ کہ لوگوں کو اصلیت ظاہر کیجاوے۔ آپکا گذشتہ طرز عمل اس بات کا شاہد ہے کہ

آپ کسی کی دنیاوی وجاہت کے خوف سے حق کے اظہار سے نہیں رکتے۔ اسلئے مجھے

امید ہے کہ آپ اپنی تحریر کو محض اشاروں اور کنایوں تک محدود نہ رکھیں گے۔ بلکہ صاف صاف اصل حقیقت تحریر میں لاوینگے۔ آپنے اب بھی ایک امر کے اظہار میں بڑی جرأت کی ہے اور وہ یہ کہ منکران مذہب کے رنگ میں ایک پولیٹکل جماعت بنانا چاہتے ہیں۔ اور ان کو احمدی قوم کے احساس و تعلیم کے بجائے زمیندار پارٹی کا احساس زیادہ مدنظر ہے۔ اس پر اور جسقدر مزید روشنی ڈالی جاوے تھوڑی ہے۔

دوسرے یہ کہ انہوں نے تمام احمدی قوم کو گنہگار وغیرہ الفاظ کہکر انکی سخت ہتک کی ہے۔

خدا کا مقابلہ نہ کرو

دنیا میں ایک کمزور سے کمزور انسان بھی جوش میں آکر کسی بھیس کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ اور کبھی بھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ وہ غلبہ پاکر وہ اپنے دشمن پر فتح حاصل کرلیتا ہے۔ مگر خدا کا مقابلہ ایک ایسا مقابلہ ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ایکدم کیلئے بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ سے مراد اس کے برگزیدہ راستباز لوگوں کا مقابلہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی صفت رحمیت سے ان کو لپنے بندوں کی ہدایت کیلئے بھیجتا ہے تا کہ ان کو ہلاکت کی راہ سے بچاویں اور جو لوگ اسکے راستہ کی رکاوٹ بنتے ہیں ان کو یکدم فنا اور نیست و نابود کردیتا ہے جب انسانی گورنمنٹ اپنے افسروں کے خلاف کوششیں کرنیوالوں کو سزا دیتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی غیرت کیونکر گوارا کرسکتی ہے کہ اس کے پاک بندے۔ جو اسکی رضاء کو پورا کرنے کیلئے دنیا کی تکالیف برداشت کرتے ہیں ذلیل و رسوا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی چھوٹی سی جماعت کا جس نے مقابلہ کیا اس نے منہ کی کھائی۔ قرآن کریم کو اول سے آخر تک پڑھ جاؤ اور ان مثالوں پر جو اس نے پیش کی ہیں غور کرو۔ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کے بندے اگرچہ دنیوی طاقتوں کے مقابل میں بظاہر ضعیف و ناتوان معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اپنے ساتھ خدا کی طاقتیں رکھتے ہیں۔ حضرت نوح اور انکی چھوٹی سی جماعت کی مخالفت کرنے والے حضرت موسیٰ اور انکی قوم کو تباہ کرنے کی کوشش کرنیوالے حضرت عیسیٰ کو دق کرنے والے۔ اور حضرت نبی کریم اور آپ کی پاک جماعت کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنیوالے کیا کامیاب و بامراد ہوئے۔ یا ذلیل و رسوا؟ اللہ تعالےٰ نے ان تمام کے نام جو ایک وقت بڑی طاقتیں رکھتے تھے اور اکڑ کر چلتے تھے۔ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کیطرح مٹا دیا۔ اور اگر ان کو کوئی یاد بھی کرتا ہے تو سوائے لعنت کے اور کوئی کلمہ خیر ان کے حق میں نہیں بولتا۔ مگر وہ جنکو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے ایسے مظفر و منصور ہوگئے کہ تمام دنیا ان کو علیہم السلام کے دعائیہ کلمہ سے یاد کرتی ہے۔ بس یہی اللہ تعالےٰ کی سنت قدیمہ ہے ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا کے ارشاد کے ماتحت جب تک دنیا ہے قائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی ضایع نہیں کرتا۔ دنیوی لوگ ان کو لاکھ ستایئں اور دق کریں مگر پھر بھی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد کہ ہم اپنے رسولوں کی اور اپنے پاک بندوں کی جو ان پر ایمان لاتے ہیں دنیا اور آخرت میں ضرور ہی مدد کیا کرتے ہیں۔ دنیا کی تمام طاقتیں

ان کی تباہی کا سامان پیدا کریں - اور تمام کی تمام مکران سے جنگ کریں۔ مگر آخرکار ہمارے پیارے برگزیدہ بندے ہی غالب آیا کرتے ہیں۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کیونکہ ہم نے تو فرض کر دیا ہے اور ایک اصول مقرر کر دیا ہے کہ ہمیشہ ہمارے رسول ہی غالب رہا کرتے ہیں۔ اس پر ہی بس نہیں کی فرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون ۔ کہ منافق اور کفار لوگ اپنی عزت لئے پھرتے ہیں نہ کی عزت اللہ تعالے اور اسکے رسول پر کیا رعب ڈال سکتی ہے۔ حقیقی عزت تو خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہے پھر اس کے رسول کیلئے ہے اور اس کے پیارے بندوں کیلئے ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ دنیوی عزتیں اس حقیقی عزت کے سامنے کب ٹھہر سکتی ہیں۔

پس ان الٰہی اصولوں کی موجودگی میں ایک متقی انسان جو درحقیقت متقی ہے نہایت احتیاط سے کام لیتا ہے اور ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھتا ہے - وہ ہمیشہ اپنے آپ کو کمزور خیال کرتا ہے اور اپنے عیوب کو یاد رکھتا ہے اور کبھی بھی مغرور نہیں ہوتا - وہ جانتا ہے کہ اگر کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے لئے کرتا ہے نہ کسی پر احسان کرنیکے لئے اور اس کے ساتھ اس کا ایمان ہوتا ہے اگر میں نے ذرہ بھر تکبر سے کام لیا تو میرا کیا ہوا کام تباہ ہو جائیگا۔ کیونکہ اللہ تعالے تو غنی ہے اور ہم ہر وقت اسکے محتاج ہیں۔ مشکلات میں وہ خود رائی اور خود پسندی سے کام نہیں لیتا - بلکہ ایک ایک معاملہ پر غور کرتا ہے - اور ساتھ ہی اللہ تعالے کے آگے جھک جاتا ہے - کہ الٰہی اس رکاوٹ کو میرے راستے سے دور کر تو ہی اپنے فضل سے دستگیری کر - کیونکہ یہ کام میری طاقت سے باہر ہے - ایسے اضطراب کی حالت میں اللہ تعالے اس کی دعا کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے - کیونکہ وہ سمیع وعلیم ہے - اللہ تعالے اسکے اوعلیم سچے ہیں - بعض لوگ اپنی ہی شقاوت کی وجہ سے گر جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں دیکھو جی ہم نے فلاں فلاں نیک عمل کیا - مگر خدا نے اس وقت ہماری مدد نہ کی - اللہ تعالے نے ایمانداروں اور حقیقی ایمانداروں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمکو دین و دنیا میں مظفر و منصور کرینگے اب اس وعدے کو لے کر قرن اولیٰ کے مسلمانوں سے لیکر آج تک مسلمانوں کیحالت پر نظر ڈالو - بس یہی پاؤگے کہ جب تک مسلمان حقیقی مسلمان رہے ترقی کرتے رہے لیکن جونہی کہ انھوں نے اس پاک دستور العمل کو چھوڑ دیا وہ گرتے ہی چلے گئے - یہانتک کہ یہ نوبت آگئی - اب بتاؤ خدا تعالے کا اس میں کیا قصور اور اس کے دعوے کیونکر جھوٹے ہوئے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم کے مقرر کردہ اصول کے بموجب اللہ تعالے کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جبتک کہ اس قوم کے افراد اپنے اندر ہی کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر لیتے - اللہ تعالے کے وعدے ان اللہ لا یخلف المیعاد کے زریں اصول کے مطابق کبھی نہیں ٹلتے - مگر شرط یہ ہے کہ انسان اپنے اندر ایک اچھی تبدیلی پیدا کرے ایسی تبدیلی کہ جسکے پیدا ہونے سے وہ الٰہی برکات کا جاذب ہو۔

چنانچہ ان تمام وعدوں میں سے ایک یہ بھی وعدہ ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون کہ جب ہمارے بندے تجھ سے ہمارے متعلق پوچھتے ہیں - تو کہدو کہ ہم ان کے پاس ہی ہیں ہم کسی پکارنے والے کی دعا کو سنتے اور قبول کر لیتے ہیں جبکہ وہ ہمیں پکارتا ہے پس ان کو بھی چاہیئے کہ میری باتوں کو مانیں اور ایمان لاویں تاکہ انکو حقیقی رشد نصیب ہو - دعا کا ایک بڑا بھاری اصول تھا جو اگرچہ قرآن کریم میں موجود تھا مگر مسلمانوں نے اپنے ہاتھ سے دیدیا تھا - اور جہاں حضرت اقدس نے اور بہت سی باتوں کی اصلاح کی ہے - وہاں اس اصول کو از سر نو بڑی مضبوطی کے ساتھ پیش کیا ہے - اور اپنی دعاؤں کی قبولیت سے اس بات کو سچا ثابت کر دکھایا ہے کہ واقعی اللہ تعالے دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کر کے کسی نہ کسی رنگ میں انسان کو اطلاع دیدیتا ہے - ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالے اسکے فضل و کرم سے احمدی جماعت میں کوئی ایسا فرد نہیں جسنے یہ تجربہ نہ کیا ہو - دعا کی قبولیت وہ ایک وقت ہوتا ہے - اس وقت انسان کی حالت عجیب ہی قسم کی ہوتی ہے - اس کی روح اللہ تعالے کے حضور جھکی جاتی ہے - اور وہ بجوش جوش اور توجہ کرتا ہے اس کا جوش بڑھتا چلا جاتا ہے - یہانتک کہ اضطراب کی حالت پیدا ہو جاتی ہے - اس وقت ایک جوش ہوتا ہے اور اس میں کچھ مفہوم ہوتا ہے - جسکو ہم الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتے - بس خیال یہی ہوتا ہے کہ اب اللہ تعالے سے جو مانگنا ہے مانگ لو - مگر بعض وقت ایسی قبض کیحالت پیدا ہوتی ہے کہ ایک کام کیلئے دعا کیجاتی ہے تو طبیعت خشک ہی رہتی ہے - بہتیرا زور لگاؤ مگر شرح صدر سے دعا نکلتی ہی نہیں آخر انسان چند خشک الفاظ بول کر رہ جاتا ہے -

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی وفات پر جماعت کے افراد پر پریشانی اور گھبراہٹ کا عالم چھایا ہوا تھا - ایک طرف تو حضرت کی وفات کا غم دوسری طرف باہمی اختلاف کو دیکھکر جماعت کی تباہی کا اندیشہ تھا - ان واقعات کی موجودگی میں طبیعت گھٹی جاتی تھی کہ الٰہی کیا ہوگا - ایسا نہ ہو کہ تیرے پیارے کی جماعت تباہ ہو جائے تو ہی اپنے فضل سے ہماری دستگیری کر اسی حالت میں جب ہم تمام نماز عصر کیلئے مسجد نور میں اکٹھے ہوئے تو بعد از نماز عصر حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ثانی نے ایک نہایت مؤثر تقریر فرمائی - جسکا لب لباب یہ تھا کہ دوستو! آج ہماری جماعت کیلئے ایک عظیم الشان امتحان کا دن ہے - معلوم نہیں کیا واقعہ ہونیوالا ہے - ایسی حالت میں ہم سب اللہ تعالے کے حضور گریہ و زاری کریں تاکہ اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے اپنے پیارے کی جماعت کو تباہی سے محفوظ رکھے - تمام طبایع تو پہلے ہی گداز تھیں اس تقریر نے ان کو اور بھی نرم کر دیا - اسی وقت تمام لوگ حضرت اقدس صاحبزادہ صاحب کے ساتھ ہی دست بدعا ہوئے اور گریہ و زاری اور چیخ و پکار کا عالم چھا گیا - تمام مسجد شور سے گونج اٹھی اور کوئی جانب نہ تھی جدھر سے آہ و فغان کی آواز نہ آتی ہو - کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس نے اپنے مولے کے حضور درد دل سے آنسو نہ بہائے ہوں - کوئی قلب ایسا نہ تھا جو اپنے مولے کے حضور نہ جھکا ہو - آدھ گھنٹہ تک یہی حالت رہی - اور آنکھوں کے سامنے ان دعاؤں کا نظارہ آیا جو حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ہوا کرتی تھیں

اس دعا کے بعد ہی ہمیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالے نے ضرور اس دعا کو سنا اور قبول کیا - اور اب جو کچھ ہوگا مشیت ایزدی کے ماتحت ہوگا رات کو قادیان کے ارد گرد ... روز بہت سے اصحاب پہنچے بموجب ارشاد حضرت صاحبزادہ صاحب روزے بھی رکھے غرضیکہ انہی دعاؤں کے بعد اللہ تعالے نے اپنا فضل کیا اور ہفتہ کے روز نماز عصر کے بعد حضرت صاحبزادہ خلیفہ ثانی مقرر ہوئے

پس اے دوستو! جو ابتک مخالفت پر تلے ہوئے ہو خدارا غور فرماؤ - اور کچھ تو روحانیت سے کام لو کیا یہ الٰہی کام نہ تھا ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ اگر یہ الٰہی فعل نہ ہوتا - اگر حضرت صاحبزادہ صاحب کا خلیفہ مقرر ہونا منشاء ایزدی کے خلاف ہوتا تو ضرور بالضرور آپکی وہ چھ سال کی کوششیں جو آپ لوگوں نے منصب خلافت کو ہی اڑانے کیلئے کی تھیں اپنا رنگ لاتیں - اور ضرور ہی آپکا وہ ٹریکٹ جو مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات سے پہلے ہی تیار کر کے رکھ چھوڑا تھا - اور معاً حضرت کی وفات کی تار پر لاہور سے مختلف شہروں میں ایسے لوگوں میں ارسال کر دیا تھا جنکو ابھی وفات کی بھی خبر نہ تھی اور علاوہ ازیں اسٹیشنوں پر تقسیم کیا گیا - اپنا نتیجہ پیدا کرتا اگر یہ الٰہی فعل نہ ہوتا تو ضرور آپکی قدیمی وجاہت اور دیرینہ خدمات لوگوں پر اثر کرتیں - مگر اس کے برعکس آپ نے دیکھ لیا کہ جتنا آپ نے اپنی پہلی خدمات کا ذکر کیا اور اپنی وجاہت سے فایدہ اٹھا کر سیاہ اور سفید جھوٹ کے بل بوتہ پر اپنا اثر پیدا کرنا چاہا - اتنا ہی تمام نقشہ بدلتا گیا - اور وہی لوگ جو ایک وقت آپکے ہاتھ چومنے کے لئے تیار ہوتے تھے آپ سے بدظن ہو کر آپ کے فتنہ و فساد کو دیکھکر حضرت صاحبزادہ صاحب کیطرف جھکتے رہے - اور اب بھی آپ جتنا زور لگا رہے ہیں اتنا ہی ناکام ہو رہے ہیں - پس کیا ہی اچھا ہو کہ آپ لوگ بھی فہم و فراست سے کام لیں اور ضد اور ہٹ کو چھوڑ دیں - اور ٹھنڈے دل سے تنہائی میں بیٹھکر اس تمام واقعہ پر غور کریں کہ ہم نے کیا کیا تھا اور ہوا کیا اور پھر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائیں اور اپنے اہل الرائے - سمجھدار - اور تعلیم یافتہ ہونیکے گھمنڈ کو دل سے نکال کر اس سے فیصلہ چاہیں تو امید ہے اللہ تعالیٰ آپکو کوئی راستہ بتائیگا ورنہ یاد رکھیں اور کان کھول کر سنیں کہ یہ ایک الٰہی فعل تھا جسکو کوئی انسانی طاقت نہ روک سکی اور نہ روک سکتی ہے آج اللہ تعالے اپنے پیارے نور الدین کے ان الفاظ کو کہ خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے پورا کر دیا ہے اور آپ لوگ دو تین ہزار خلیفے بنالیں چار پانچ ملکر نہیں بلکہ تمام غیر احمدی ناقص مسلمانوں (بقول منکرین خلافت) کو ملا کر بھی زور لگا لیں - لیکن یاد رکھیں آپ ہمارے محمود کا ایک ذرہ بھر بھی نقصان نہیں کر سکیں گے - بلکہ آپ کا زور لگانا ہمارے پیارے کی اولوالعزمی کو ثابت کرے گا - جو ہمارے ایمانوں کو اور بھی زیادہ کرنے والی بات ہے - کاش کہ ہمارے پیارے مکرم و معظم حامد سیالکوٹی کے اس قول سے ہی جو انہوں نے اپنے رسالہ النجم میں تحریر فرمایا ہے کچھ فائدہ اٹھائیں

فضل مولیٰ کا کسی پر بے محل ہوتا نہیں!
خالی از حکمت کوئی اس کا عمل ہوتا نہیں!!